REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۴۸

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- مُنیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۷ جمادی الثانی ۱۴۱۴ ہجری — ۲ فتح ۱۳۷۲ ہش — ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن۔ ۲۶ نومبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ)۔ سیّدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمْرِہٖ وَاَمْرِہٖ

خُدا کے نیک بندے ہر وقت اُس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں تعجب کرتا ہوں کہ آجکل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے اصل دین سے بالکل الگ ہیں۔ جس دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں۔ توجہ اور دم کشی اور جنتر منتر اور دیگر ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ صرف دُنیا پرستی کی باتیں ہیں۔ اور ایک ہندو اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور ان کی مشق میں ان کے ساتھ شامل ہو سکتا بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے۔ اصلی فقیر تو وہ ہے جو دنیا کی اغراضِ فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے تب اس کو حالتِ عرفان حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک قوتِ ایمانی کو پاتا ہے آجکل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلیٰ عبادت ہے اس کی تو پروا نہیں کرتے یا ایسی جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے کہ کوئی بیگار کاٹنی ہوتی ہے اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں جو خدا اور رسول نے نہیں فرمائیں۔ ایک ذکرِ آرّہ بنایا ہوا ہے جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ بعض آدمی ایسی مشقوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں ان کو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں وہ کچھ کم نہیں۔ خدا تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے کہ انسان عفّت اور پرہیزگاری اختیار کرے۔ صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے۔ دُنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتّل الی اللہ اختیار کرے۔ خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر اختیار حاصل ہے۔ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔ نماز انسان کو منزّہ بنا دیتی ہے۔ نماز کے علاوہ اُٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا تعالیٰ کی طرف رکھے۔ یہی اصل مدّعا ہے جس کو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں۔ ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں۔ فکر کے ساتھ شکر گزاری کا مادّہ بڑھتا ہے۔ انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان، ہوا اور بادل، سورج اور چاند ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ فکر معرفت کو بڑھاتا ہے۔

غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں۔ اسی پر کسی نے کہا کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ آجکل کے لوگوں میں صبر نہیں جو اس طرف جھکتے ہیں۔ وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے کہ اس میں لکھا ہے کہ کوشش اور محنت کرنے والوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دُعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے دل میں رقّت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانۂ الٰہی پر آگے سے آگے بڑھتا ہے تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے۔ ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر داخل کر لی ہیں۔ بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کئے ہوئے ہیں۔ اور ان کو بھی مقدّس خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا۔ اُن کے پاس ایک پہلوان آیا تھا۔ جاتے ہوئے اس نے ہمارے بھائی صاحب کو الگ لے جا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک منتر پڑھ کر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پُرتاثیر ہے کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جاوے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ پاک کلام جس میں ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کا وعدہ دیا گیا۔ اسے چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں۔ انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکّل کو قائم کرے۔ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کس لئے ایسا کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ کل کے لئے جمع کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تُو کل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا؟ لیکن یہ بات بلالؓ کو فرمائی ہر کسی کو نہیں فرمائی۔ اور ہر ایک کو وعظ اور نصیحت اس کی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۲۰ - ۳۲۲)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶ نومبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

اصل ذکر نماز ہے اور وہ شریعت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھی

اس ذکر کو پکڑیں اس میں ساری کامیابی ہے۔ اس کے سوا ساری ذکر کی باتیں محض افسانے اور کہانیاں ہیں!

از سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ذکر الٰہی کے تسلسل میں تیسرا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ
لِمَا يُوْحٰى ○ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ
وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ○
اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ
اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ
بِمَا تَسْعٰى ○ (طٰہٰ آیت ۱۴ تا ۱۶)

پھر فرمایا کہ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" کہ اللہ کا ذکر اکبر ہے اس سے بعض صوفیاء اور بعض مفسرین نے یہ مطلب بھی نکالا ہے کہ نماز کے مقابل پر اللہ کا ذکر جو ساری زندگی پر پھیلا پڑا ہے اکبر ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کو ہی ذکر کے معنوں میں افضل قرار دیا ہے۔ فرمایا اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ پڑھ جو تجھ پر کتاب میں وحی کی جا رہی ہے اور سب سے اہم چیز کتاب میں نماز کے قیام کا مضمون ہے۔ نماز کے فوائد میں سے یہ دو فوائد ہیں کہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ یعنی نماز کے فوائد میں سے بے شک یہ ہے کہ فحشاء و منکر سے روکتی ہے۔ لیکن سب سے بڑا فائدہ نماز کا یہ ہے کہ تمہیں ذکر عطا کرتی ہے۔ اور ذکر ان سب چیزوں سے بڑا ہے۔ گویا نماز کے نتیجہ میں ہی حقیقی ذکر کی توفیق ملتی ہے۔

حضور نے فرمایا، قرآن مجید کی جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان میں بھی یہی مضمون ہے کہ ذکر کا تعلق نماز سے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى۔ تجھے میں نے چن لیا ہے۔ پس غور سے اس بات کو سن جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یقیناً میں ہی وہ خدا ہوں جو ایک ہی ہے میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ میری عبادت کر اور نماز کو قائم کر میرے ذکر کے لئے۔ تو عبادت کا تو مقصد ہی ذکر کا قیام ہے۔ اور اگر ذکر نہ ہو تو عبادت صرف ایک کھوکھلا برتن بن جاتی ہے۔ لیکن ذکر الٰہی نماز میں تب نصیب ہوگا اگر پہلے اپنے دل کو فحشاء اور منکر سے پاک کر لیں۔

حضور نے فرمایا، بہت سے ایسے ذکر کرنے والے فرقے پیدا ہوئے جو ذکر کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے یا آغاز میں خالصۃً للہ ذکر کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا۔ لیکن بعد میں آنے والے رسم و رواج کے پابند ہو کر رہ گئے۔ اور ذکر کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اور ان سب فرقوں پر اس آیت کریمہ کا غلط معلوم ہوتا ہے جس میں فرمایا گیا کہ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ یعنی یہاں تک آگے بڑھ گئے کہ ذکر کرو نماز کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ اصل ذکر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا لیکن اس طرز کو چھوڑ دیا جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قیام نماز پر اتنا زور دیا ہے کہ احادیث میں آتا ہے کہ آپؐ کا دل گویا مساجد اور نماز میں اٹکا ہوا رہتا تھا۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کے بغیر جب بھی قرآن کریم پر غور ہوگا وہاں دھوکے کا امکان واضح ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض صوفی فرقوں کے بگڑے ہوئے ذکر کے تصور کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ ان اذکار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ حضور نے فرمایا ان میں سے بعض فرقے تو وہ ہیں جنہوں نے ذکر کے مقابلہ میں نماز کو ہی ختم کر دیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ پاکستان کے ملاؤں نے احمدیہ جماعت کو تو کافر قرار دے دیا لیکن اسلام میں وہ فرقے بھی داخل ہیں جنہوں نے اسلام کے ایک اہم رکن نماز تک کو چھوڑ رکھا ہے، شرک کو جائز قرار دے دیا ہے۔ اور جو بجائے خدا کے، ذکر کے موقع پر اپنے شیخ کے تصور کو باندھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا بریلوی فرقہ جو دوسروں کو کافر قرار دینے میں پیش پیش ہے، کے امام اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ:-

ایک دفعہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے یا اللہ کہتے ہوئے بغیر کشتی کے دجلہ پار کیا۔ ایک شخص نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کیا کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ یعنی جس طرح میں نے یا اللہ کہا ہے تو یا جنید کہتا چلا آ۔ وہ یہی کہتے ہوئے دجلہ پار کر رہا تھا کہ یا اللہ کہنے لگ گیا۔ اس شیطانی وسوسے کے نتیجہ میں فوراً غوطہ کھا گیا۔ نعوذ باللہ اللہ کہنا شیطانی وسوسہ ہو گیا۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ ارے نادان! ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک کیسے پہنچ گیا۔

حضور نے فرمایا، ایک ذکری فرقہ ہے جس نے نماز کو غیر ضروری قرار دیا ہے اسی طرح اسمٰعیلی فرقہ کے پیشوا اور موجودہ امام پرنس آغا خان کے دادا سر آغا سلطان محمد شاہ صاحب نے بذریعہ خط اپنے مریدوں کو تعلیم دی۔ فرماتے ہیں:-

نماز پڑھو نماز پڑھو نماز پڑھو خدا تم کو برکت دے۔ خدا کا نام لو۔ خداوند شاہ علی تم کو ایمان و اخلاق دے۔ یا شاہ میری شام کی نماز اور دعا قبول کر اور یہ حق تم کو ملائیں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے ہمارے آقا سلطان محمد شاہ یہ کہہ کر سجدہ کرو۔ (لوادی النوادر صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف فرقوں کے ذکر اور ان کی بدعتوں کے متعلق بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اصل ذکر نماز ہے اور وہ شریعت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھی۔ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم میرا نام لو تو میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔ بلکہ فرمایا کہ جو اس شریعت کی پیروی کرے گا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے میں اس سے محبت کروں گا۔ میری رضا اس کو ملے گی۔ اس ضمن میں حضور انور نے بخاری کتاب الرقاق باب التواضع سے ایک حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے فرمایا حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "جس نے میرے محبوب سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جس قدر قرب اس چیز سے جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر دیا حاصل کر سکتا ہے اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتا"۔ حضور نے فرمایا اس میں ذکر کے تمام جھوٹے طریقوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں کسی سے محبت اس لئے نہیں کرتا کہ وہ میرا نام لیتا رہتا ہے۔ میں سب سے زیادہ محبت اس شخص سے کرتا ہوں جو سب سے زیادہ میرے احکامات کی پیروی کرتا ہے۔ شریعت پر چلنا لازمی ہے، وہ شریعت جو محمدؐ کی سنت بن گئی۔

پس ذکر الٰہی وہی ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ سے سیکھا۔ اور خدا تعالیٰ کی ہدایت کے تابع اپنی ذات میں جاری کر کے دکھا دیا۔ اس ذکر کو پکڑیں اسی میں ساری کامیابی ہے۔ اس کے سوا ساری ذکر کی باتیں محض افسانے اور کہانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

آمین

وقف جدید کے سال ۱۹۹۳ء کا اختتام

وقف جدید کا سال ۱۹۹۳ء ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے۔ ایسی جماعتیں جو چندہ وقف جدید مطابق وعدہ مکمل ادائیگی کر چکی ہیں، حضور انور کی خدمت اقدس میں دفتر وقف جدید کی طرف سے ان کے اسماء بغرض دعا بھیجے جا رہے ہیں۔

جن جماعتوں نے ابھی تک وعدے کے مطابق مکمل ادائیگی نہیں کی ان سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر چندہ وقف جدید مکمل وصول کر کے دفتر وقف جدید کو مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کے اسماء بھی بغرض دعا حضور انور کی خدمت اقدس میں بھجوائے جا سکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔

ناظم وقف جدید قادیان

خطبہ جمعہ

گہری نظر کے ساتھ اپنے نفس کے محاسبے کی عادت ڈالنا حقیقت کو پانے کیلئے ضروری ہے

پہلے دل کے تعلقات کو بدیوں سے توڑنے کا قطعی ارادہ کریں پھر اللہ سے دعا مانگیں تو پھر آپ کے ہر برائی سے بُعد اختیار کرنے کے امکانات روشن ہو جائیں گے

اپنے اندر رہنے والے کو اپنے سامنے رکھ کر انصاف اور تقویٰ سے فیصلہ کریں کہ آپ اپنی بدی چھوڑنا چاہتے ہیں یا نہیں اور پھر دعا کریں پھر دیکھیں دعا کس طرح قبول ہوتی ہے

از سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۵ر اخاء ۱۳۷۲ ہش / ۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا:-

گزشتہ جمعہ پر تبتّل کا مضمون بیان کرتے ہوئے میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ

مرنا ہی مشکل نہیں بلکہ زندہ ہونا بھی بہت مشکل ہے

بلکہ مرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اس سلسلہ میں مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے آج بھی کچھ اجتماعات کا اعلان کرنا ہے۔

جو اجتماعات کل سے شروع ہو چکے ہیں اور آج بھی جاری ہیں غالباً میرے آج کے اس خطبہ کے بعد جو وہاں شام کے قریب کسی وقت سُنا جائے گا یہ اجتماع ختم ہوں گے انہیں مجلس انصار اللہ کے اجتماعات بہاولنگر، رحیم یار خان، اوکاڑہ، جہلم اور نواب شاہ ضلع کے ہیں یہ سب کل ۱۴ر اکتوبر سے شروع ہوئے ہیں اور آج ختم ہوں گے۔ یہ ساری وہ مجالس ہیں جن میں مختلف وقتوں میں دوروں کی توفیق ملتی رہی بہت سے ایسے چہرے ہوں گے جو ابھی بھی انصار اللہ کے مختلف عہدوں پر فائز ہوں گے۔ وہ مقامات جہاں پر اجتماعات ہو رہے ہیں وہ بھی اکثر میری نظر میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل کے ساتھ ان مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن مقاصد کے پیش نظر یہ اجتماعات ہوتے ہیں۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماعات جو کل سے شروع ہوئے ان میں ضلع گوجرانوالہ، نارووال، گجرات، راولپنڈی، لودھراں، پشاور کے اجتماعات ہیں۔ پشاور کا اجتماع اگرچہ ضلعی ہے لیکن دوسرے اضلاع سے بھی خدام شرکت کر رہے ہیں اس لئے عملاً یہ صوبائی بن گیا ہے۔

جو اجتماع آج سے شروع ہو رہے ہیں انہیں مجلس انصار اللہ ضلع اٹک۔ خدام الاحمدیہ ضلع نواب شاہ اور ڈرگ روڈ کراچی کے اجتماعات ہیں۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ ضلع نوشہرہ فیروز کا اجتماع بھی ۱۵ر اکتوبر سے شروع ہو رہا ہے اور کل ختم ہوگا۔

جو اجتماع کل سے شروع ہوں گے ان کے ذکر کے متعلق بھی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اس میں مجلس انصار اللہ ضلع بدین اور گجرات (پاکستان) کے اجتماع ہیں۔ اور اسی طرح مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ آل آندھرا (ہندوستان) کے سالانہ اجتماعات ۱۶ سے شروع ہو کر ۱۷ر اکتوبر تک جاری رہیں گے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا ہر اجتماع پر الگ الگ نصیحتوں کی نہ تو ضرورت ہے نہ عملاً ان کا کوئی ایسا فائدہ ہے کیونکہ جو نصیحتیں ساری جماعت کو کی جاتی ہیں ان میں خدام، انصار، لجنات، اطفال سب پیش نظر ہوتے ہیں۔ ان نصیحتوں پر کان نہ دھرنا اور الگ نصیحتوں کا مطالبہ کرنا یہ تو ایک بے معنی سی بات ہے اس پر تو وہی لطیفہ صادق آتا ہے جیسا کہ شاید پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ

ایک میراثی اپنی بہن سے ملنے گیا اور پنجاب میں یہ رواج ہے کہ جو بھائی اپنی بہن سے ملنے جاتا ہے وہ پنیاں لے کر جاتا ہے وہ لے جا رہا تھا اور بہن کے گلے کھلے ہوئے تھے۔ گٹھلیاں سی دونوں طرف سوجی تھیں بہن نے جب دیکھا کہ بھائی خالی ہاتھ آیا ہے تو مذاق کے طور پر اس نے کہا کہ بھائی! پنیوں کی یہ گٹھڑی جو تم نے اُٹھا رکھی ہے اُتار کر مجھے پکڑا دو یعنی اس کے گلڑ بڑا ہونے کی طرف اشارہ تھا اور مذاق تھا کہ تم خالی ہاتھ آئے ہو۔ ہاتھ میں تو کچھ نہیں ہے شاید تم نے پیٹھ کے اوپر یہ پنیوں کی گٹھڑی اُٹھا رکھی ہے۔ بھائی میراثی تھا اس نے فوراً جواب دیا کہ "پہلے اگلیاں نگھاں لے" یعنی جو پہلے گلے میں اٹکی ہوئی ہیں وہ تو پہلے کھا لو پھر دوسری پنیوں کا مطالبہ کرنا تو جب بھی مجھ سے بار بار نصیحتوں کا مطالبہ ہوتا ہے تو ذہن اس لطیفے کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ لطیفہ تو محض مذاق ہے لیکن جو میں کہہ رہا ہوں یہ حقیقت ہے وہ نصیحتیں جو پہلے کی جائیں اگر وہ گلے میں اٹکی رہ جائیں اور دل تک نہ اتریں یا کانوں میں پھنسی رہ جائیں اور ذہن میں نہ جائیں تو ایسی نصیحتوں کا فائدہ کوئی نہیں اور ایسی نصیحتیں سننے والا مزید کے مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔ پس میں خطبات میں جو کچھ کہتا ہوں وہ بہت ہے بلکہ بعض دفعہ دل پر یہ بوجھ پڑتا ہے کہ اتنا زیادہ کہہ دیا گیا ہے کہ ابھی شاید جماعت میں اس سب کچھ کو اُٹھانے کی طاقت نہیں ہے لیکن بار بار دُہرا کر کچھ تسلی ہوتی ہے کہ جو باتیں ضرورت سے زیادہ محسوس ہوتی ہوں بار بار کہنے سے دل نشین ہو جائیں گی اور اس سے رفتہ رفتہ جماعت کو ان باتوں پر عمل کی توفیق ملے گی۔

میں زندگی اور موت سے متعلق جو مضمون بیان کر رہا تھا اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ موت سے زندگی زیادہ مشکل ہے اور روحانی زندگی کے متعلق تو یہ سو فیصد درست ہے کہ زندہ ہونا زیادہ مشکل ہے زندہ ہونے کی تمنا بھی مشکل ہے اور یہ خیال کہ ہر انسان یہی چاہتا ہے کہ میں بدیوں سے چھٹکارا حاصل کروں اور نیکیوں کی طرف حرکت کروں۔ یہ محض [illegible] ہی ہے ایک روحانی کیفیت کا نام ہے اس میں حقیقت نہیں ہے عملاً۔ جب میں نے غور کیا تو

صوفیاء کا ایک مقولہ

میرے ذہن میں آیا جو صوفیاء کو بہت پسند ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اس سلسلہ میں مجھے خیال آیا کہ احادیث میں مجھے یاد نہیں کہ کبھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو جہاں تک میں نے تلاش کیا ہے یا کروایا ہے مجھے ایسی کوئی حدیث دکھائی نہیں دی لیکن قرآن کریم میں یہ ذکر ضرور ملتا ہے کہ جب خدا اور اس کے رسول تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلائیں تو اِسْتَجِیْبُوْا: اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کا جواب دو اور زندہ ہونے کے لئے آگے بڑھو پس موت کا نہیں زندگی کا ذکر ہے اور انبیاء موت

سے زندہ کرنے کے لئے آتے ہیں) اور اسی زندگی کو دراصل دوسرے صوفیاء نے موت کا نام دے دیا ہے کیونکہ وہ زندگی موت سے کہیں زیادہ دوبھر ہے جن باتوں کی طرف بلایا جاتا ہے وہ گویا مر جانے کے مترادف ہے۔ پس اپنے اپنے ان تعلقات پر اگر آپ غور کریں جن تعلقات نے آپ کو خدا کے مقابل پر کسی اور بدی کا غلام بنا رکھا ہے تو پھر آپ کو بات سمجھ آئے گی کہ ان تعلقات سے چھٹکارا حاصل کرنا تو الگ رہا ان تعلقات سے چھٹکارے کی گہری تمنا کا پیدا ہونا بہت مشکل کام ہے۔ قرآن کریم نے اسی لئے حضرت یوسف کو ایک عظیم الشان مثال کے طور پر پیش فرمایا ہے حضرت یوسف کی طرح کے واقعات لاکھوں، کروڑوں، اربوں دنیا میں ہو رہے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو چاہتے ہوں گے کہ اس بدی میں مبتلا نہ ہوں جس بدی کی طرف ان کو بلایا جاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ بدی ہے لیکن بے اختیار ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں، بے اختیار ہیں ہم کوشش تو کرتے ہیں مگر چھٹکارا نصیب نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے اس نفسیاتی بیماری کو خوب کھول کر ایک مثال کی صورت میں پیش فرمایا۔ فرمایا: ایک یوسفؑ بھی تو تھا جس کے پیچھے ایک ایسی عورت پڑی تھی جس میں خود ذاتی طور پر رعنائیاں تھیں۔ حسن کا کمال تھا، جذب تھا اور یہی مضمون ہے جس کی طرف اس میں اشارہ ملتا ہے کہ اس نے بھی ارادہ کیا اور اس نے بھی ارادہ کیا یا خواہش کی حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا کہ خواہش کی یا کر لیتے اگر اللہ تعالیٰ یہ نہ کر دیتا تو حضرت یوسفؑ کی خواہش کے متعلق یہ شرط پیش کر دی کہ خواہش ہو سکتی تھی، بھاری امکان تھا طبعی تقاضے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو گیا میں نے جو یہ کہا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ زلیخا کو ایک خوبصورت، دلکش عورت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس کا استنباط اسی سے ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کے دل میں اس کی طرف جھکنے کا طبعی طور پر امکان موجود تھا اور بڑا قوی امکان موجود تھا اتنا قوی کہ جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ گویا ارادہ کر لیا لیکن اللہ کا فضل حائل ہوا اور اللہ کے فضل نے حضرت یوسف کو اس ظلم کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ وہ کیوں ہوا؟ اس مضمون کو کھولتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک دعا کی۔ پہلے اپنے نفس پر غور کیا اور غور کرنے کے بعد یہ دعا کی کہ اے خدا! جس طرف یہ عورتیں مجھے بُلا رہی ہیں میں نفس کے تجزیہ کے بعد اس یقین تک پہنچا ہوں کہ مجھے قید ہونا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اس بدی کا شکار ہو جاؤں اس سے یہ مزید استنباط بھی ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ کرنا درست نہیں ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ کر لیا تھا۔ مراد یہ ہے کہ ارادے کے تمام محرکات موجود تھے۔ اگر خدا کا خاص فضل اس شخص پر نازل نہ ہوا ہوتا اور اللہ کی خاص قدرت نے اس کو پاک نہ کیا ہوتا تو وہ ضرور ارادہ کر لیتا لیکن یہ دعا حائل ہو گئی ہے اور یہ دعا بتاتی ہے کہ ارادہ نہیں تھا کیونکہ فرماتے ہیں کہ مجھے تو قید ہونا زیادہ منظور ہے۔

اب یہ

عجیب بات

ہے کہ خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگی جائے کہ اے اللہ مجھے قید زیادہ منظور ہے عام حالات میں تو انسان کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے بچا لے۔ یہ کیوں مطالبہ کرتے کہ مجھے ایک اور مشکل میں ڈال دے۔ اس مضمون پر غور کرنے سے کچھ اور باتیں سامنے آتی ہیں اول یہ کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا اس وقت کی ہے جبکہ ان کی شرارت بڑھتے بڑھتے ایک ایسی سازش میں تبدیل ہو چکی تھی جس کے نتیجہ میں آپ کو جیل سامنے دکھائی دے رہی تھی اور جانتے تھے کہ انہوں نے مجرم بنا کر مجھے جیل خانے بھجوا دینا ہے۔ یہ ایک احتمال تھا۔ اس احتمال کی صورت میں آپ نے اپنے دل کو ٹٹولا ایک طرف وہ کشش تھی جو ایک طبعی کشش تھی اور دوسری طرف خوف حائل تھا کہ اگر میں اس گناہ میں مبتلا نہ ہوا تو پھر یہ سزا ملے گی۔ ان دونوں متفرق سمتوں کے دباؤ کے نتیجے میں آخر پھر دل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بچنا چاہتا ہوں۔ اس وقت کی دعا نامقبول ہو ہی نہیں سکتی۔ پس وہ لوگ جو تبتّل چاہتے ہیں، ان کے لئے یہ ایک عظیم الشان مثال ہے۔

تبتّل سے پہلے نفس کا تبتّل ہونا ضروری ہے

ورنہ ظاہری تبتّل ممکن نہیں ہے اور جہاں تک دوسری حکمتوں کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ اے میرے بندے! تو قربان گاہ کے لئے تیار ہے میں تجھے جیل سے بھی بچاتا ہوں لیکن بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ اس بدی کے پیچھے ایک بہت بڑا حسن پوشیدہ تھا۔ جیل میں جانے سے ہی ترقیات کے وہ تمام دروازے کھلے ہیں جن کے متعلق ویسے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس مشکل کے رستے سے اللہ تعالیٰ نے فراخی کے رستے کھول دئے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس عظیم مقام تک پہنچایا جہاں پہنچانا مقدر تھا لیکن حضرت یوسف کی دعا اس میں مددگار بن گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو مثالیں محفوظ فرمائی ہیں ان کی دنیا پر آپ غور کر کے دیکھیں انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ عظیم کلام ہے جس کے اندر اپنی نئی نئی دنیا ہے، اپنے قوانین چل رہے ہیں اور ایک بات کو دوسری بات سے گہرا رابطہ ہے۔ پس تبتّل کا مضمون ہم پر ظاہر ہو گیا کہ اگر تبتّل کرنا ہے تو تبتّل بہت مشکل کام ہے۔ مرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ انسان جس چیز سے چمٹا رہتا ہے اس سے علیحدگی کی تمنا موت دکھائی دیتی ہے پس یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جہاں زندگی کی ہر تمنا موت دکھائی دے رہی ہے۔ ایک دفعہ کا مرنا نہیں ہے بار بار کا مرنا ہے لیکن زندہ ہونے کی خاطر اور زندہ ہونے کی تمنا کے رستے میں یہ باتیں روک ہیں تو تمنا ہی نہیں اُٹھتی۔ یہ تمنا دعا سے اُٹھ سکتی ہے دعا کے نتیجہ میں بیدار ہو سکتی ہے ورنہ سوئی پڑی رہے گی اس حقیقت کی طرف میں بعد میں آؤں گا پہلے میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ تبتّل کہاں سے کہاں ہو گا جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ تبتّل کا اصل میں مطلب ہے بدیوں سے نجات حاصل کرنا۔ بدیوں سے تعلق توڑنا۔ یہ تعلق دو طرح سے ٹوٹ سکتا ہے ایک یہ کہ بدیاں دھکا دے دیں۔ حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ انسان مجبور اور بے اختیار ہو جائے کوئی رستہ باقی نہ رہے ایسی صورت مثلاً یوں پیدا ہوتی ہے کہ کسی کا محبوب مر جائے تو ایسا سخت دھکا لگتا ہے کہ انسان دنیا سے ہی بیزار ہو جاتا ہے۔ کسی ماں کا پیارا بیٹا فوت ہو جاتا ہے۔ کسی کی ساری جائیداد برباد ہو جاتی ہے گھر بار کو آگ لگ جاتی ہے یا ڈاکو لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ ساری عمر کی کمائی ہاتھ سے جاتی رہتی ہے ایسے موقعہ پر تبتّل کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں لیکن یہ تبتّل اصل میں وہ تبتّل نہیں ہے جس کی طرف قرآن کریم بُلا رہا ہے اس تبتّل کے نتیجہ میں کئی قسم کی باتیں ہو سکتی ہیں مثلاً جب انسان کو ایک دھکا لگتا ہے گہرا صدمہ پہنچتا ہے تو بعض دفعہ انسان ایسی صورت میں خدا کی طرف جانے کی بجائے انسانوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ دنیا کے اس دھکے کے نتیجہ میں ضرور خدا ہی کا خیال آئے وہ اور زیادہ دنیا کی چیزوں کی طرف گرتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا آدمی ہوش گنوا بیٹھتا ہے۔ پاگل ہو جاتا ہے ——— اس طرح اپنا تعلق توڑتا ہے کہ ہوش بھی جاتے رہتے ہیں۔ اس مضمون میں ایک اندرونی راز ہے، اصل میں وہ تعلق جو ٹوٹ نہ سکے وہ غالب آ چکا ہو اس کو انسان بھلا دے تو بھول سکتا ہے ورنہ ٹوٹ نہیں سکتا پس ایسا شخص جو کسی ایسی چیز سے محبت کرتا ہے گویا وہ اس کا معبود بن چکی ہے اس سے علیحدگی ممکن نہیں ایسی مائیں جو عملاً اولاد کی پرستش کر رہی ہوتی ہیں جب وہ اولاد ہاتھ سے جاتی رہتی ہے تو اس لئے پاگل ہوتی ہیں کہ ہوش اور اولاد کی یاد اور اولاد کا تعلق ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ موت کے سوا علیحدگی ممکن نہیں پس ذہن میں موت آ جاتی ہے اور اسی کو ہم پاگل پن کہتے ہیں۔ پس یہ تبتّل جو دنیا کے دھکے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے لازم نہیں کہ خدا کی طرف دھکیلے مگر خدا کی طرف بھی دھکیل سکتا ہے اس لئے بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو صدمہ پہنچا اور وہ بہت بزرگ بن گیا ہے۔ درویش بن گیا ہے لوگ اس کے پاس دعاؤں کے لئے جاتے ہیں لیکن وہ جو درویش ہے اس کی کیفیت میں اور اس درویش کی کیفیت میں جس نے خدا کی خاطر تعلق توڑے ہوں زمین آسمان کا فرق

ہوتا ہے بعض دفعہ لوگ اس کو بُت تو بنا لیتے ہیں ۔ لیکن وہ بُت حقیقت میں خدا کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتا دنیا ہے مجبوری کا تعلق کاٹنے کے بعد جو دھکے کھا کر آتا ہے اس کو اگر اللہ تعالیٰ اپنی درگاہ میں جگہ دے دے تو احسان ہے لیکن اس سے وہ محبت پیدا نہیں ہو سکتی جو لِلّٰہ تبتّل کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور للّٰہی تبتّل الٰہی لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے جو ہر موقعہ پر خدا کو ترجیح دیکر غیر اللہ سے منہ موڑتے ہیں اور تعلق قطع کرتے ہیں اس سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے اسے اَحْسَنُ الْقَصَص بیان فرمایا ہے شروع میں جب پڑھا کرتا تھا تو حیران رہ جاتا تھا کہ یہ قصّہ آخر کیا احسن کیا ہے ۔ لیکن جوں جوں غور کیا تو اس بات کی سمجھ آتی گئی کہ تبتّل کے مضمون میں ایک عظیم الشان قصّہ ہے کیونکہ حکایت تو فرضی ہوتی ہے ۔ قرآن کریم جب قصّہ کہتا ہے تو حقیقت کو قصہ بتاتا ہے پس قرآنی اصطلاح میں ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس پر جتنا غور کریں انسان حیران ہوتا چلا جاتا ہے پس بے انتہا تعلق ہو اور بے انتہا تعلق کے سارے محرکات موجود ہوں اور خوف بھی بے انتہا ہو خوف کے سارے موجبات دوسری طرف موجود ہوں اور انسان کا دل بیچ سے پہلے یہ فیصلہ کرے کہ نہ میں خوف سے ڈروں گا نہ میں اپنے ذاتی تعلق کی خاطر میں غلط فیصلہ کروں گا میں جس کا ہوں اسی کا ہو چکا ہوں ۔ اسی سے مدد مانگتا ہوں اسی کی طرف جھکتا ہوں اور اسی سے چاہتا ہوں کہ وہ مجھے اس صورت حال سے بچا لے ۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس شان کے ساتھ اس دعا کو قبول فرمایا اور ہر بدی سے بہتری کی ایک صورت پیدا فرما دی اور ترقیات کا عظیم سلسلہ شروع کیا ہے پس اس پہلو پہ غور کرتے اپنی بدیوں پر نظر ڈال کر یہ فیصلہ کریں کہ آپ کس حد تک ان سے علیحدہ ہونے کے لئے تیار بیٹھے ہیں یا نہیں جب

کشتیٔ نوح کا مطالعہ

کرتا ہوں تو بعض دفعہ عبارتوں سے خوف آتا ہے بعض دفعہ دل لرزتا ہے کہ ہائیں ! یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے اور یہ بھی وہ ایسا مقام ہے جس سے کلیتہً علیحدگی کا حکم ہے ورنہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ بھی میری جماعت میں سے نہیں ہے وہ بھی میری جماعت میں سے نہیں ہے ۔ اس تعلیم کو آپ پڑھیں اور پڑھنے کے بعد ہر فقرے پر ٹھہریں اور غور کریں کہ آپ کو اس سے ڈر تو نہیں لگ رہا اور آپ کو یہ دو بھر اور بوجھل تو نہیں معلوم ہو رہا اگر ہے تو وہیں خوف کا مقام موجود ہے ۔ جو لوگ تبتّل کر چکے ہیں اور ہر پہلو سے تبتّل کر چکے ہیں ان کے لئے یہ تحریر آسان ہو چکی ہے وہ پڑھتے ہوئے بے خوف گزر سکتے ہیں اور ان کے دل میں کوئی خدشہ نہیں ہوگا کہ او ہو ! میں تو یہاں بھی مارا جا رہا ہوں ، یہاں بھی مارا جا رہا ہوں اور یہاں بھی مارا جا رہا ہوں ۔ میں اس تحریر کے چند نمونے محض اندازہ لگانے کی خاطر آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ لگانے میں آسانی ہو کہ تبتّل ہے کیا اور کس حد تک آپ ان پہلوؤں میں تبتّل اختیار کر چکے ہیں فرمایا

"..... یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پہ بیعت کر لی ہے ۔ ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو ....."

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی محاورہ ہی اختیار فرمایا ہے بچنے کو موت نہیں کہا بلکہ زندگی کہا ہے ۔ دوسرے معنوں میں وہ بھی کہا جا سکتا ہے یہ غلط نہیں مگر میں بتا رہا ہوں کہ یہاں بعینہٖ زندگی کی طرف بلانے کے لئے نافرمانی کو موت قرار دیا ہے ۔

..... دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ...

سکتے ہیں جو آسانی سے جھوٹ چھوڑ سکتے ہیں ! یہ سوال ہے جو میں نے پہلے اٹھایا تھا اس کی مثال دے رہا ہوں بکثرت لوگ جھوٹ کی کسی نہ کسی عادت میں مبتلا ہیں کوئی بڑا جھوٹ بولتا ہے کوئی چھوٹا جھوٹ بولتا ہے کوئی روزمرہ جھوٹ بولتا ہے کوئی اس وقت جھوٹ بولتا ہے جب بچنے کا کوئی اور ذریعہ دکھائی نہ دے اور جھوٹ کے سوا کوئی اور سہارا دکھائی نہ دے کوئی معمولی ابتلاؤں میں جھوٹ بولتا ہے کوئی انتظار کرتا ہے اور جب کوئی بہت بڑا ابتلاء آجائے تو وہاں جھوٹ بولتا ہے یہ سارے پھسلنے کے مقامات ہیں مگر ہر حالت میں جھوٹ سے پرہیز یہ تبتّل ہے اس کی تمنا پیدا ہو جائے اور پھر انسان یہ فیصلہ کر کے دعا کرے کہ میں نے جھوٹ نہیں بولنا اور اس کے نتیجہ میں ہر قسم کے بد نتائج قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں یہ یوسفی دعا بنے گی اس کے سوا اس دعا کی کوئی اہمیت نہیں ۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو جی ! بڑی دعا کرتے ہیں لیکن بدیاں چھٹ نہیں رہیں ۔ جھوٹ کی عادت ہے مصیبت ہے بار بار چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پھر مبتلا ہو جاتے ہیں وہ اپنے نفس پر غور کریں ان کو وہاں جواب ملے گا کہ وہ اس سے بچنا نہیں چاہتے وہ ادنیٰ حالتوں سے بچنے کی خواہش رکھتے بھی ہوں تب بھی جب وہ بڑے مقامات پر غور کر کے دیکھیں گے تو اگر وہ سچے ہیں تو ان کا دل ان کو بتا دے گا کہ تم فلاں جگہ جا کر جھوٹ سے پرہیز کی کوئی طاقت نہیں رکھتے اس وقت انسان اپنے ضمیر کو جھنجھوڑے اور یہ فیصلہ کرے کہ میں جو دعا کے لئے ہاتھ پھیلا رہا ہوں اور میرا دل مجھے کسی اور طرف لے کر جا رہا ہے یہ کونسی دعا ہے اس میں کوئی سچائی نہیں وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وہ عمل صالح جو دعا کو قوت بخشتا ہے اور کلام کو اونچا کرتا ہے وہ پہلا عمل یہ نیت کا عمل ہے اپنے اندر رونے کو قطعی طور پر اپنے سامنے رکھ کر انصاف اور تقویٰ سے فیصلہ کریں کہ آپ اس بدی کو چھوڑنا چاہتے ہیں کہ نہیں چاہتے اور پھر دعا کریں پھر دیکھیں وہ دعا کس طرح قبول ہوتی ہے کوئی تیر ایسا نشانے پر نہیں لگ سکتا جس طرح اس شخص کی دعا لگتی ہے جو اپنے نفس کو صاف اور ستھرا کر کے کلیتہً خدا کے لئے ہو کر ، لِلّٰہ ہو کر قبلہ رخ ہو جائے اور اپنا رخ خدا کی طرف پھیر دے اور پھر یہ کہے کہ اے خدا ! میں تیرا ہو چکا ہوں مگر میں مجبور ہوں میں خوفزدہ ہوں کہ کہیں غیر مجھے اُچک نہ لے ، تُو مجھے اپنا بنا لے ۔ یہ دعا جب آپ کریں گے تو ہو نہیں سکتا کہ وہ نامقبول ہو کبھی ایسی دعا نامقبول نہیں ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"....... اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے" کتنے ہیں جو فریب دہی سے کلیتہً پاک ہیں ہر حالت میں ، ہر مشکل کے وقت انسان کا دماغ فریب کی طرف ضرور جاتا ہے ایک ٹیکس کی چوری ہے ایک تجارت کے معاملہ میں نفع کی تمنا ہے ۔ ایک مکان بیچنے کی خواہش ہے ایک لڑکی جو بیمار ہے اس کی شادی کرنے کی تمنا ہے ہر ایسی حالت میں جس میں انسان کی زندگی روزمرہ آزمائشوں میں پڑتی ہے وہاں آپ کو فریب کا ایک درندہ چھپا ہوا دکھائی دے گا ہر ایسے گوشے میں وہ "پلنگ" ہیں جن کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

غور کرنا یہاں حملہ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی چیتا تیار بیٹھا ہے اور وہاں دماغ ضرور فریب کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ یہ خیال کہ وہ اس طرف جاتا نہیں ہے ۔ یہ درست نہیں ہے ۔ نیک کا دماغ بھی کسی نہ کسی عذر کی طرف جاتا ہے اور بد کا دماغ بھی جاتا ہے نیک کا دماغ جب جاتا ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو ٹٹولتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے کہ نہیں ، میں نے یہ کام نہیں کرنا اور بد فریب دہی کی وہ باتیں لذت کے ساتھ سوچتا ہے اور اس لذت میں گم ہو کر اپنے آپ کو یہ COMPLIMENTS دے رہا ہوتا ہے ، اپنی یہ تعریف کر رہا ہوتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کون ہوشیار ہوگا ۔ میں نے یہ ترکیب سوچ لی ہے اور یہ ترکیب سوچ لی ہے یہی فریب کا ایک فطری رجحان ہے جو تمام گناہوں سے پہلے انسان کے

دل میں جنم لے چکا ہوتا ہے۔ جتنے بھی گناہ ہیں ان کی تعریف آپ جو چاہے کریں لیکن ہر انسان گناہ کے وقت دل میں جانتا ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے میں کھلم کھلا منظر عام پر پیش کروں اور اس پر فخر کروں۔ یا سزا کا خوف مانع ہو جائے گا یا اپنی REPUTATION یعنی دُنیا کے سامنے جو اپنی شان بنا رکھی ہے اس کے داغدار ہونے کا خیال مانع ہو جائے گا پس اس وقت انسان مزور فریب کی بات سوچتا ہے کہ میں اس طرح چھپ لوں گا اور اس طرح بچ لوں گا۔ یہ طریق اختیار کروں گا اور یہ طریقہ اختیار کروں گا اگر پکڑا گیا تو یہ کہوں گا اور یہ ساری باتیں فریب کے مضمون سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ہر جگہ ایک ایسا بندھن ہے جس کو توڑے بغیر آپ خدا کی طرف جا ہی نہیں سکتے تو دُعا کس طرح کریں گے کہ اے اللہ! مجھے فریب سے بچا اور وہ دعا کام کیا آئے گی جہاں اپنے آپ کو آپ نے فریب سے باندھ رکھا ہے۔ ہر ابتلاء کے وقت ایک جھوٹے خدا کی پناہ مانگ رہے ہوتے ہیں اور دُعا کر رہے ہیں اور کردار یہ بتا رہا ہے کہ اے اللہ ! ہم فریب سے نجات چاہتے ہیں ہمیں بخش دے۔

دُعا کا مضمون

کوشش کے بعد یا کوشش کے ساتھ شروع ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ہر وہ کوشش جو دُعا کے برعکس سمت میں جاری ہے آپ کی دُعا کو ناکام کر دیتی ہے سوائے اس کے کہ ایک اور لطیف مقام تک انسان پہنچ جائے جہاں خوب دل کو ٹٹول کر دیکھے کہ مجھے بُرائی سے نفرت بھی ہے اور میں واقعۃً فیصلہ کر رہا ہوں کہ میں اس سے بچنا چاہتا ہوں اس وقت عجز کی ایک اور کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان خدا کے حضور عرض کرتا ہے کہ اے اللہ ! معاملہ میری کوشش کی حد سے آگے جا چکا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا جائے تو میں اس بُرائی میں ہمیشہ مبتلاء رہوں گا۔ میں عادی بن گیا ہوں ایسے ہی گناہوں میں ملوث لوگوں کی مثال DRUG ADDICTS والوں کی سی ہے۔ وہ لوگ جو DRUGS وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں بسا اوقات کچھ عرصہ کے بعد ان کی اس DRUG ADDICTION کے نتیجہ میں انکو دکھائی دے رہے ہوتے ہیں۔ محسوس ہو رہے ہوتے ہیں اور بار بار جتنا بھی وہ کوشش کرتے ہیں کہ نجات مل جائے لیکن پوری طرح اس کے غلام بن چکے ہوتے ہیں ایسی صورت میں اگر واقعۃً یہ دُعا کی جائے کہ اے خدا مجھے نجات بخش دے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرما دے کہ اس کی کوشش میں طاقت پیدا ہو جائے۔ اس کو ایسے ذرائع میسر آ جائیں کہ وہ واقعۃً DRUG ADDICTION سے دور ہٹ کر کسی اور طرف رُخ اختیار کرے یا واقعۃً اس سے وہ ذرائع چھین لیے جائیں جنکے ذریعہ وہ DRUG ADDICTION میں مبتلا ہوتا ہے۔ دونوں صورتیں ہیں۔ دعا کے نتیجہ میں بعض دفعہ ایک بدی پر آمادہ انسان جو بدی پر تیار بیٹھا ہو لیکن دل کے آخری گہرائی میں خلوص کی کوئی رمق باقی ہو اور خدا سے یہ دعا کرے کہ اے خدا! میں ارادہ کئے بیٹھا ہوں لیکن دل نہیں چاہتا کہ تیری رضا کے خلاف کوئی لذت حاصل کروں اس لئے تو میری مدد فرما اور اس بدی کو مجھ سے ٹال دے تو بسا اوقات ایسا ہوگا کہ خدا تعالیٰ اس کے رستے میں اور گناہ کے رستے میں کوئی طبعی روک پیدا کر دے گا چاہے وہ بھی مجبور ہو جائے گا۔ پس نیتوں کا خلوص ہے جہاں سے تبتّل کا مضمون شروع ہوتا ہے پہلے دل کے تعلقات کو بدیوں سے توڑیں یا توڑنے کا قطعی ارادہ کریں پھر اللہ سے دُعا مانگیں تو پھر انشاءاللہ تعالیٰ آپ کو ہر بُرائی سے تبتّل اختیار کرنے یعنی علیحدگی اختیار کرنے کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

یعنی ہر وقت اس پر دنیا سوار ہے یہ نہیں کہ وہ کبھی بھی۔ اکیلا اس کو غیر اللہ کی محبت نہیں قرار دیا لیکن ساتھ ایک اور علامت بیان

زیادہ جس کے نتیجہ میں دنیا کی یہ خواہش حقیقۃً غیر اللہ کی محبت بن جاتی ہے وہ دنیا

"اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا"

جو شخص دُنیا کی خواہش رکھتا ہے جو کہ ایک فطری چیز ہے اور ساتھ آخرت کا مضمون بار بار اس کے سامنے آتا ہے وہ آخرت کا تصور اس کی دنیا کی خواہش کو معتدل کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ آخرت کا تصور دنیا کی خواہش کو اس حد تک معتدل کر دیتا ہے کہ انسان میں ایک استغفار پیدا ہو جاتا ہے میری خواہش تو ہے کہ یہ چیز مل جائے گناہ نہیں ہے لیکن آخرت کے تصور کے بعد پھر انسان یہ بھی کہتا ہے کہ میری خواہش تو ہے .....

.... مگر نہ ملے تو کوئی بات نہیں اللہ کی محبت ہے اللہ کی رضا چاہیئے اگر رضا کے مطابق ہے تو مل جائے یہ بھی ایک قسم کا تبتّل ہے یعنی دنیا سے تعلق رکھنے کے باوجود بے تعلقی کا ایک ایسا انداز جو انسان کو غنی کر دے، بے پرواہ کر دے۔ ہو جائے تو ٹھیک ہے نہ ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا اللہ راضی رہے یہ وہ مقام ہے جہاں سے پھر خدا کی طرف حرکت مثبت طور پہ شروع ہو جاتی ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا متوازن بیان فرمایا ہے کہ "وہ شخص جو دنیا کی لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے، جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

ہر ایسا موقعہ جہاں دین کا ایک مفاد ہو اور اس کے مقابل پر دنیا کا کوئی مفاد ہو وہاں انسان باریک نظر سے غور کرے کہ دین کے مفاد کو ترجیح دیگا یا دنیا کے مفاد کو ترجیح دے گا۔ یہ بہت ہی مشکل مضمون ہے کیونکہ بڑے بڑے سمجھدار اور بڑے بڑے عالم لوگ بھی اس مضمون پر ٹھوکر کھا جاتے ہیں کیونکہ ہمیشہ کے لئے ایک

گہری نظر کے ساتھ اپنے نفس کے محاسبے کی عادت

ڈالنا حقیقت کو پانے کے لئے ضروری ہے۔ بعض دفعہ بعض ایسے لوگ جنہوں نے زندگیاں وقف کی ہوئی ہوتی ہیں ان کے افسران کی طرف سے ان سے کوئی سختی کا معاملہ کیا جاتا ہے یا جس جگہ ان کی تقرری ہوئی ہوتی ہے ان کی بے اعتنائی کی وجہ سے وہ دل برداشتہ ہوتے ہیں ایسی صورت میں جب وہ ایسے لوگوں سے انتظام کے متعلق باتیں کرتے ہیں جن کا انتظام کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں ہے وہ اپنے دل کے دُکھ ان کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس طرح کچھ تسکین پاتے ہیں تو وہ اس وقت یہ نہیں سوچ رہے ہوتے کہ ہم نے دین کو دنیا پر نہیں بلکہ دنیا کو دین پر مقدم کر لیا ہے کیونکہ جب کسی شخص کے سامنے ایک ایسی بات بیان کی جائے جس کے نتیجہ میں ان لوگوں کے متعلق بُرا اثر پڑے جو دین کو چلانے پر مامور کئے گئے ہیں تو لازماً اسی حد تک دین سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے انسان کے دل سے دین کا احترام اُٹھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ انسان دین اور دین والوں سے دل برداشتہ ہونے لگتا ہے لیکن اس کے مقابل پر جو شخص بیان کر رہا ہے اس کے لئے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اس سے تعلق بڑھتا ہے۔ اس کے گرد ایک گروہ بننا شروع ہو جاتا ہے اور ایک چھوٹا سا چھوٹا خدا وہاں جنم لے لیتا ہے اب یہ جو مضمون ہے اس کو اگر آپ گہرائی سے سمجھیں اور جماعت احمدیہ میں اُٹھنے والے فتنوں کی تاریخ پر اس کو چسپاں کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ یہ مضمون کس حد تک بار بار اطلاق پاتا ہے اور بڑے بڑے ہوشمند ٹھوکر کھاتے رہتے ہیں۔ کسی سے شکوہ ہے اور اگر وہ شکوہ دین کے معاملہ میں ہے تو اس کے لئے قرآن کریم نے ایک ہی رستہ بتایا ہے کہ

إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ

یہ دُعا یہاں بھی بہت زور کے ساتھ صادق آتی ہے ایسا شخص جو اپنے آپ کو خدا کی خاطر پیش کئے ہوئے ہے اگر دنیا کی ہمدردی سے اس

سے لئے باز رہتا ہے کہ وہ ڈرتا ہے کہ ان لوگوں کے دین کو نقصان نہ پہنچ جائے تو ایسا شخص لازماً خدا کی طرف جھکے گا اور اس کا دنیا سے تبتّل ہو گا اور تعلق کا قدم اللہ کی طرف آگے بڑھے گا۔ پس تبتّل کا مضمون بہت ہی باریک مضمون ہے۔ بڑی لطافت کے ساتھ، گہری نظر کے ساتھ اتر کر دیکھنا پڑتا ہے۔ مثالیں سامنے رکھ کر اُن پر غور کریں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ کس طرح بار بار آپ نے اللہ سے تبتّل کیا ہے اور غیر اللہ کی طرف جھک گئے ہیں۔ جب ہمیشہ دین غالب رہے گا اور دین کے مفادات غالب رہیں گے تو سچا مظلوم بھی دین سے بددل کرنے کے خیال سے ایسی نفرت کرے گا جیسے اس کو آگ میں پھینکا جا رہا ہو۔ وہ اپنی ذات میں ان باتوں کو دبا جائے گا تاکہ خدانخواستہ کوئی اور بھی ہلاک نہ ہو جائے۔ ایسا شخص پھر ہلاک نہیں ہوا کرتا۔ جو دوسروں کی ہلاکت کا موجب نہ بنے وہ خود کبھی ہلاک نہیں کیا جاتا۔ جو دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے اپنے نفس پر ایک ہلاکت طاری کر لیتا ہے اللہ کے فضل کا ہاتھ ضرور اس کی طرف بڑھتا ہے اور اُسے ضرور اٹھاتا ہے اور بلند مقامات کی طرف لے کر جاتا ہے مگر وہ دنیا کی ہمدردیاں لینے کی خاطر دنیا سے اپنے دکھ پھولنے والے نہ اِدھر کے رہتے ہیں نہ اُدھر کے رہتے ہیں اور ان کی وجہ سے بہت لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں اور بہت بہت ابتلاء اور فتنے بنتے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جائے تو کہتے ہیں کہ واقعہ درست ہے۔ میں درست واقعات کی بات کر رہا ہوں۔ جھوٹ کی بات نہیں کر رہا۔ بہتان کی بات نہیں کر رہا۔ جھوٹ، اور بہتان باندھ کر دین اور دین والوں سے متنفر کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے اور بہت بڑے عذاب کا تقاضا کرتا ہے۔ میں نفس کے دھوکے میں مبتلا ہونے والوں کی بات کر رہا ہوں جو سچ دیکھتے ہیں۔ واقعہ درست ہے جس کے خلاف ان کو شکایت ہے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ میری دین کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ میں آپ نقصان اٹھا جاؤں اور کسی اور کی ٹھوکر کا موجب نہ بنوں۔ یہ

سچی مامتا

ہے جس کی مثال حضرت سلیمانؑ کے فیصلے کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتی ہے۔

دو عورتوں کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ دو عورتوں کے بہت پیارے دو بچے تھے۔ ایک کا بچہ مر گیا تو وہ ماں ممتا میں ایسی پاگل ہوئی کہ اس نے کہا کہ میں تو بچے کے بغیر رہ نہیں سکتی۔ چنانچہ اس نے دوسری عورت کا بچہ اس سے چھین لیا اور اسے اپنا بنا لیا۔ دونوں عورتیں جھگڑ رہی تھیں اور کسی کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیسے فیصلہ کریں۔ حضرت سلیمانؑ کی عدالت میں ان کو پہنچایا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جب دونوں طرف کی باتیں سنیں تو فیصلہ فرمایا کہ آسان بات تو یہی ہے کہ اس بچے کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ آدھا ایک کو دے دیا جائے اور آدھا دوسری کو دے دیا جائے کیونکہ ہم تو عالم الغیب نہیں۔ ہمیں نہیں پتہ کہ کس کا بچہ ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ ایک کو محروم کر کے دوسرے کو دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جسے محروم کیا جائے وہی سچی ماں ہو اس لئے ایک ہی علاج ہے کہ اس کو دو ٹکڑے کر دیا جائے۔ جس کا بچہ تھا اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس نے واویلا شروع کر دیا اور کہا کہ وہ جھوٹی تھی یہ بچہ اُس کا ہے اُس کو دے دو۔ وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ اس کے بچے کے دو ٹکڑے کئے جائیں اور حضرت سلیمانؑ کی یہی حکمت تھی جس کی وجہ سے وہ غیر معمولی طور پر صاحب حکمت مشہور ہوئے انہوں نے کہا میں سمجھ گیا ہوں کہ کس کا بچہ ہے۔ جو وہ رہی تھی کہ میرا بچہ نہیں ہے اس کو بچہ پکڑا دیا۔ پس وہ جو سچی محبت کرنے والے ہیں وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ جس چیز سے محبت ہے اس کو نقصان پہنچے۔ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کا یہ مضمون ہے۔ ہر فیصلے کے وقت میں یہ سوچوں گا کہ میرے دین کو نقصان ہو رہا ہے یا مجھے نقصان ہو رہا ہے۔ اگر دین کو نقصان ہو رہا ہے تو اپنا ہر نقصان انسان خوشی سے قبول کرے۔ یہ تبتّل ہے اور یہ تبتّل لازماً اُسے خدا کی گود تک پہنچائے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ ایسا انسان خدا کی محبت کے بغیر پھر زندہ رہ سکے یا خدا کی محبت اُسے قبول نہ کرے اور خدا کی محبت کی حالت میں جان نہ دے۔

پس یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ "جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا" اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام کتنا گہرا اور کتنا محتاط اور کتنا فصیح و بلیغ ہے۔ اس موقعہ پر درحقیقت کا لفظ عمداً سوچ کر داخل کیا گیا ہے۔ محاورۃً نہیں۔ فرمایا! میری بیعت کرتے وقت سب کہتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا لیکن درحقیقت کتنے ہیں جو رکھتے ہیں یا رکھنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ پس فرمایا: "جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے (یعنی جوئے سے) بدنظری سے اور خیانت سے۔ رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ...."

اب یہ تحریر اکثر دلوں پر بہت بوجھل ہے کیونکہ ہر بدی اگر اپنی انتہا میں نہیں تو کسی نہ کسی صورت میں، کسی نہ کسی شکل میں انسان کے اعمال میں نہیں تو اس کے دل میں پنپ رہی ہوتی ہے۔ اس کی نیتوں میں داخل ہوتی ہے۔ تمنا بن چکی ہوتی ہے اور اگر کوئی چیز انسان کے اور اس کی بدی کی راہ میں حائل ہے تو خواہش کی کمی نہیں، بے اختیاری حائل ہوتی ہے۔ بہت سے معصوم ایسے ہیں جو مجبور ہیں۔ بے اختیار ہیں۔ ان کی بدی تک پہنچ نہیں ہوتی۔ پہنچ ہو اور پھر نہ کریں تو یہ نیکی ہے اور اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں۔

یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تمہاری نیتوں میں داخل رہیں تو تم کبھی تبتّل اختیار نہیں کر سکتے۔ نیتوں کو پاک صاف کرو۔ نیتوں کی گہرائیوں سے جڑوں کو اکھیڑ کر باہر پھینک دو۔ پھر دعا کرو تو پھر دیکھو کہ کس طرح نیکی اسی سرزمین میں جڑیں پکڑتی ہے جہاں پہلے بدیاں پنپ رہی تھیں۔ فرمایا:

"ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

ہمارے کتنے جوڑے ہیں جن کی زندگیاں اسی لئے برباد ہوئیں کہ کہیں خاوند بیوی سے خیانت کر رہا ہے کہیں بیوی خاوند سے خیانت کر رہی ہے اور یہ خیانت کئی طرح سے ہو سکتی ہے۔ حقوق کی ادائیگی میں کمی، چوری چھپے کچھ تعلقات قائم رکھنا یا ایک ملکیت کو دوسرے کے سپرد کر دینا۔ یہ تفاصیل بیان کرنے کا موقعہ نہیں مگر انسان کے زندگی کے دائروں میں میاں بیوی کے تعلقات کا دائرہ بھی بہت وسیع دائرہ ہے اور اس دائرہ میں ہر قسم کی خیانت کے مضمون بارہا جگہ پا جاتے ہیں۔ ان موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول پیش نظر رکھ کر غور کریں کہ "ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

پھر بعض لوگ اپنے تعلقات کو نہیں توڑ سکتے۔ ایک شخص ایسی مجلسوں میں بیٹھتا ہے جہاں دین پر طعن آمیزی ہو رہی ہوتی ہے تخفیف کی نظر سے فیصلوں کو دیکھا جاتا ہے۔ کبھی خلیفۂ وقت کے، کبھی امیر کے، کبھی کسی اور عہدیدار کے، کبھی صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے فیصلے کو، کبھی دوسرے عہدیداران کے فیصلوں کو تخفیف کی نظر سے دیکھا جاتا ہے یعنی اس پر مذاق اڑایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جی! دیکھو یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ کیا فضول بات ہے۔ کیا معنی رکھتی ہے۔ کئی قسم کے تمسخر کے

فورسے کئے جا رہے ہوتے ہیں اور ایسی مجالس میں بعض لوگ جا کر بیٹھتے ہیں اور اس مجلس سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ قرآن کریم نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جب

دین کی تخفیف

کو دیکھیے ہو تفصیل بیان نہیں فرمائی، ہر قسم کی تخفیف۔ اس میں شامل ہے) تو اس وقت تک اس مجلس سے الگ ہو جایا کرو جس وقت تک یہ مضمون جاری ہے۔ یہ بہت ہی وسیع حوصلے کی تعلیم ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مستقلاً ان سے قطع تعلق کر لو کیونکہ اگر ہر بدی پر فوراً پورا قطع تعلق اختیار کر لیا جائے تو پھر ایسے لوگوں کی اصلاح کیسے ممکن ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نیک ہیں وہ کلیتہً ایک مکمل الگ سوسائٹی بن جائیں اور ان کا بدوں کے ساتھ کسی قسم کا اٹھنا بیٹھنا نہ ہو۔ قرآن کریم نے کس حکمت کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرمایا کہ جب تک وہ مجلس بد ہے اس مجلس میں تم نے نہیں بیٹھنا۔ اگر اس میں بیٹھو گے تو تم بے غیرت ہو گے اور اگر تم بیٹھو گے تو تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہاں جب وہ مجلس بدیوں سے پاک ہو چکی ہو۔ اور رنگ اختیار کر چکی ہو پھر بے شک ان میں واپس جایا کرو اور ملا کرو تاکہ تمہاری نیکی کا اثر ان پر پڑے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’..... جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

اب صرف بیٹھنے کو منع نہیں فرمایا۔ فرمایا: ایسی حالت میں بیٹھتا ہے کہ بے غیرت بنتا ہے۔ ہاں میں ہاں ملانا لفظاً ہی نہیں بلکہ خاموش رہنے کے نتیجہ میں بھی ہوا کرتا ہے۔ اسے حدیث تقریری کہتے ہیں یعنی ایک انسان ایک بد بات کو سن رہا ہے اور اس کے خلاف کھل کر اپنے مافی الضمیر کو، اپنے دل کی بات کو بیان نہیں کرتا یا چپ کر کے بیٹھا رہتا ہے تو ایسا شخص عملاً اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ پس ہاں میں ہاں ملانے سے مراد یہ ہے کہ ایسی مجالس میں جہاں دین کو تخفیف (یعنی) حقارت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہو اور دین پر مذاق اڑائے جا رہے ہوں تو ایسا شخص جو وہاں سے نہیں اٹھتا اور عملاً ان کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ پھر فرمایا:

’’..... ہر ایک زانی۔ فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغگو، جعلساز اُن کا ہمنشین .....

یعنی ایسے لوگوں کے ساتھ جو عملاً ممد بن چکا ہوتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ بدیاں ہیں پھر بھی ان کے ساتھ تعلقات ایسے بڑھا لیتا ہے کہ دراصل ان سے استفادہ کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں ہمنشین سے مراد اتفاقاً یا کچھ دیر کے لئے کہیں بیٹھنے والا یا ساتھ پھرنے والا مراد نہیں ہے۔ ہمنشین ایک محاورہ ہے جیسے شرابیوں کے ہمنشین ہوتے ہیں وہ ان کے ساتھ کچھ پی بھی لیتے ہیں۔ اگر نہ بھی پیتے ہوں تو اس مجلس کا لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں تو ہمنشین کا مطلب ہے کہ جو اُن کی ان سب بدیوں میں کسی نہ کسی رنگ میں یا ممد ہوتے ہیں یا ان کا لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ یہ مجلسیں ان کو اچھی لگ رہی ہوتی ہیں۔ تبھی وہ ان میں اٹھنا بیٹھنا اپنا ایک مستقل شعار بنا لیتے ہیں۔ زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ فرمایا

وہ سب میری جماعت میں سے نہیں ہیں۔ پھر فرمایا

’’..... اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

یہاں اس پہلے مضمون کے ساتھ تہمتیں لگانے کا جو ذکر ملا دیا ہے یہ قابلِ غور بات ہے کیونکہ میں نے تہمتیں لگانے والوں کے حالات پر جہاں تک غور کیا ہے اور کافی مختلف قسم کے ایسے حالات سامنے آتے ہیں تو ان پر غور کا موقع ملتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہر تہمت لگانے والا خود کسی بدی میں مبتلا ہوتا ہے اور تہمت لگانا اس بدی کو چھپانے یا اس بدی کا جواز ڈھونڈنے کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ ایک آدمی جو کسی خاص گناہ میں ملوث ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی اور شخص ایسا پاکباز ہے جس کی سوسائٹی میں عزت اور قدر ہے تو وہ اگر دیکھتا ہے کہ ایسے شخص پر تہمت کا موقع مل گیا ہے یعنی حالات کے نتیجہ میں ممکن ہے کہ لوگ اس بات کو قبول کر لیں کہ یہ شخص بھی اس بدی میں مبتلا ہے تو وہ ضرور وہاں تہمت لگائے گا اور عملاً اس سے یہ بتانا ہوتا ہے کہ دیکھو جی! یہ لوگ سب یہ کر رہے ہیں اور ہم پر باتیں کر رہے ہیں۔ عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ وہ دیکھو جی پردے میں کیا کیا کرتی ہے اور میری بے پردگی پر اعتراض ہے لیکن اس کی اپنی ادائیں دیکھو کیا ہیں۔

ہر تہمت کے پیچھے ایک احساسِ کمتری ضرور ہوتا ہے

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص احساسِ کمتری سے پاک ہو اور تہمتیں لگانے کا عادی ہو۔ میرے اس بیان کو آپ اپنے تجربہ پر اطلاق کر کے دیکھ لیں آپ کو ہر تجربہ کی روشنی میں ان تہمت لگانے والوں میں کوئی نہ کوئی ایسی کمزوری نظر آئے گی جس پر عملاً پردہ ڈالنے کے لئے اور جواز مہیا کرنے کی خاطر وہ معصوموں کو الزامات سے چھیدتے ہیں اور ان کے دل زخمی کرتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام بدیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ

’’..... اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی..... کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں (وفاداری کا یہ عہد تبتّل کے بعد ہے اس سے پہلے نہیں ہو سکتا) کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے‘‘۔ کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹ تا ۲۰)

پس آج یہ مضمون اسی حد تک بیان کر کے اب اجازت چاہتا ہوں۔ باقی باتیں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں پیش کروں گا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر پی۔ایس لندن کا مرتب کردہ یہ خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

احمدی نوجوان کو اعزاز

میرے بیٹے ڈاکٹر حمید احمد نسیم پی۔ ایچ۔ ڈی آف امریکہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرکنسا اکیڈمی آف الیکٹرک انجنیئرنگ کی طرف سے ایوارڈ ملا ہے۔ الحمد للہ۔ ماہ مارچ ۹۴ء میں ایک اور ایوارڈ ملنے کی امید ہے۔ ایوارڈ ملنے اور مزید ترقیات کے حصول کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خدیجہ نسیم زوجہ محمد احمد صاحب نسیم درویش مرحوم قادیان)

سچائی کے قیام کیلئے کذب و افترا کا سہارا

تحقیق حق کرنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ

از مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کینیڈا

دُنیا کے قریباً ہر مذہب نے سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے تو خاص طور پر اس بارہ میں بہت ہی تاکید کی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین (التوبہ)

یعنی اے مسلمانو! نہ صرف یہ کہ تم خود متقی اور پرہیزگار بنو اور سچ پر قائم رہو بلکہ جھوٹ بولنے والوں کی مجالس سے بھی اجتناب برتو اور ہمیشہ سچ بولنے والوں کی معیت اور رفاقت اختیار کرو۔ پھر تاکیداً فرماتا ہے۔ واجتنبوا قول الزور (الحج) یعنی جھوٹ بولنے سے ہمیشہ بچتے رہو۔ پھر فرمایا۔ قُولُوا قَولاً سدیداً (الاحزاب) یعنی نہ صرف یہ کہ تم سچ بولا کرو بلکہ کوئی ایسی بات کبھی اپنے منہ سے نہ نکالو جس میں کوئی اینچ پینچ ہو۔ یعنی سچ کے بھی اعلیٰ معیار کو قائم رکھا کرو اور صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اصدق الصادقین تھے یعنی سب سے زیادہ سچ بولنے والے مقدس و بابرکت وجود تھے اور آپ نے ہمیشہ مسلمانوں کو بھی سچ بولنے اور سچ پر قائم رہنے کی نصیحت فرمائی۔ آپؐ نے جھوٹ بولنے کو سب سے بڑے گناہوں میں شمار فرمایا چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ جب آپؐ جھوٹ سے پرہیز کرنے کی نصیحت فرما رہے تھے تو آپ جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بار بار ان الفاظ کو دہرایا کہ الاوقول الزور الاوقول الزور یعنی اے مسلمانو! کان کھول کر سن لو اور پھر کان کھول کر سن لو کہ جھوٹ بولنا سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک ہے (بخاری) انہی تاکیدی ارشادات کا یہ اثر تھا کہ اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جبکہ مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں مگر جھوٹ کسی حالت میں نہ بولا اور زندگی کے آخری دم تک سچ پر قائم رہے!

دور حاضرہ میں جو لوگ مسلمانوں میں "علمائے دین" کہلاتے ہیں ان میں سے بیشتر ان قرآنی احکامات اور احادیث نبویہ سے خوب واقف ہیں اور وہ جب محراب و منبر پر کھڑے ہو کر عام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہیں تو انہیں بھی بسا اوقات سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں مگر یہ دیکھ کر انتہائی تعجب اور دُکھ ہوتا ہے کہ وہ جب جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان تمام قرآنی احکامات اور احادیث نبویہ کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں اور بلا تامل اور بلا تحقیق جماعت احمدیہ پر سراسر غلط۔ جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی مخالفت کی تمام بنیاد ہی جھوٹ اور سراسر جھوٹ پر قائم رکھی ہے۔ ایسا کرتے وقت وہ ذرا بھی خوف خدا نہیں کرتے کہ آخر جب وہ اس دُنیا سے رخصت ہوں گے تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم سچائی کے علمبردار ہیں اور جماعت احمدیہ نعوذ باللہ باطل پر قائم ہے مگر تعجب ہے کہ وہ جسے سچائی سمجھتے ہیں اُسے قائم کرنے اور (بزعم خود) "باطل" کا مقابلہ کرنے کے لئے انہیں قدم قدم پر کیوں جھوٹ اور کذب و افترا کا سہارا لینا پڑتا ہے!

شروع شروع میں جب احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلاف عقائد کی بحث علمی اور دینی دلائل تک محدود تھی غیر جانبدار اور خدا ترس اصحاب کو فریقین کے عقائد و نظریات کا موازنہ اور مقابلہ کرنے میں بڑی آسانی اور سہولت رہتی تھی۔ چنانچہ ان مباحث کے نتیجہ میں تحقیق حق کرنے والے بہت سے سعید الفطرت اصحاب کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق ملی مگر کچھ عرصہ کے بعد جب مخالفین احمدیت نے اس میدان میں اپنی ناکامی اور ہزیمت کو محسوس کیا تو انہوں نے اپنا پینترا بدلا اور انہوں نے علمی اور تحقیقی دلائل و براہین کی بجائے کذب و افترا اور سراسر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کو اپنا وطیرہ بنا لیا اور جرمنی کے مشہور اور رسوائے زمانہ نازی لیڈر گوئبلز کے اس فلسفہ کو اپنا لیا کہ جھوٹ بولو اور جی بھر کر بولو اور اتنی کثرت سے اور تواتر کے ساتھ جھوٹ بولو کہ عام لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں۔ یہ طرز عمل خاص طور پر ان نام نہاد علماء نے اختیار کیا جو مذہب کا لبادہ اوڑھ کر دراصل اپنی دنیوی اور سیاسی اغراض کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

جو جھوٹے اتہامات اس زمانہ میں جماعت احمدیہ پر لگائے جا رہے ہیں اور ان کی وسیع پیمانے پر منظم طور پر تشہیر کی جا رہی ہے ان میں سرفہرست یہ الزامات ہیں کہ:۔

(۱):۔ احمدیوں کی نماز ان کا کلمہ ان کا رسول اور حج بالکل اور ہے گویا احمدیت بالکل ایک نیا مذہب ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

(۲):۔ (حضرت) مرزا صاحب نے (نعوذ باللہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے وہ آنحضرتؐ کی توہین کرتے ہیں اور اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و برتر بلکہ خدا کا درجہ دیتے ہیں۔

(۳):۔ جماعت احمدیہ نے قرآن کریم میں (نعوذ باللہ) لفظی اور معنوی تحریف کی ہے اور انگریزوں کے ایما اور اشارہ سے اسلامی نظریۂ جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔

(۴):۔ پاکستانی احمدی اسلام کے اور پاکستان کے دشمن ہیں وہ انگریزوں کے اسرائیل کے اور بھارت کے ایجنٹ ہیں۔

یہ اور اسی قبیل کے اور بہت سے الزامات ہیں جو جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں۔ جو شخص بھی خوف خدا رکھتے ہوئے غیر جانبداری کے ساتھ ان الزامات کی تحقیق کریگا اور اپنی تحقیق کی بنیاد مخالفین کے لٹریچر پر نہیں بلکہ ہمارے لٹریچر کو غیر جانبداری کے ساتھ مطالعہ کرے گا وہ یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ سب الزامات سراسر بے بنیاد ہیں اور ان میں ذرہ بھر بھی سچائی نہیں ہے۔ ہمارا مذہب اور ہمارے عقائد کیا ہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کے مبارک الفاظ میں یہ ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں..... جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم یا زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں..... ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"

(ایام الصلح)

جماعت احمدیہ پر جو سراسر غلط اور جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں ان کی تردید خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ بھی بڑے واضح اور کھلے الفاظ میں فرما چکے ہیں۔ چنانچہ حضور نے مندرجہ بالا تمام الزامات کا ذکر کرنے کے بعد یہ اعلان فرمایا:۔

"مَیں جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں سراسر جھوٹ اور افترا

کا پلندہ ہیں اور ان میں کوئی بھی صداقت نہیں ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین ‘‘

جن اصحاب نے غیر جانبداری کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بارہ میں خود تحقیق کی اور جماعت کے مرکز میں جا کر اپنی آنکھوں سے حالات کا مشاہدہ کیا انہوں نے بھی یہی شہادت دی کہ یہ جماعت نہ صرف یہ کہ اسلام کی دشمن ہرگز نہیں ہے بلکہ حقیقی طور پر اسلام کے تمام احکامات پر عمل کرنے والی اور خادم قرآن اور خادم اسلام ہے۔ چنانچہ تقسیم ملک سے بہت پہلے جب امرتسر کے ایک غیر از جماعت صحافی نے محض تحقیق حق کی غرض سے جماعت کے مرکز قادیان کا دورہ کیا وہاں جا کر حالات کا خود مشاہدہ کیا تو واپس جا کر انہوں نے اپنے تاثرات یوں بیان کئے کہ :-

’’ جو کچھ میں نے احمدی قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی جس طرف نظر اٹھتی تھی مجھے قرآن ہی قرآن نظر آتا تھا۔ غرض قادیان کی احمدی جماعت کو عملی صورت میں اپنے اس دعویٰ میں بڑی حد تک سچا پایا کہ وہ دنیا میں اسلام کو پُرامن صلح کے طریقوں سے تبلیغ و اشاعت کے ذریعے ترقی دینے کے لئے ہیں اور وہ ایسی جماعت ہے جو دنیا میں عموماً قرآن مجید کے خالصتہً للہ پیرو اور اسلام کی فدائی ہے ‘‘

(تاثرات قادیان طبع اول صفحہ ۱۰)

بالآخر تمام سنجیدہ اور انصاف پسند اصحاب سے ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ جماعت احمدیہ کے بارہ میں مخالفین کی پھیلائی ہوئی سراسر جھوٹی اور بے بنیاد باتوں پر ہرگز یقین نہ کریں بلکہ کچھ وقت نکال کر خود تحقیق کریں۔ قرآن کریم میں بھی یہی حکم ہے کہ یاایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا (الحجرات) یعنی اے مومنو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہ وہ سچی بھی ہے یا نہیں۔ پس آپ خود تحقیق کریں اور بعد تحقیق اگر آپ ان باتوں کو غلط اور خلاف واقعہ پائیں تو پھر آپ ہمارے مخالف مولویوں سے یہ ضرور دریافت کریں کہ اگر وہ حق پر ہیں (جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے) تو پھر وہ احمدیت کی مخالفت میں جھوٹ کا سہارا کیوں لیتے ہیں ؟

کیا مذاہب کی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسی مثال ملتی ہے جبکہ سچائی نے باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے جھوٹ اور دروغ گوئی کو اپنا سہارا بنایا ہو ؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

’’ کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے ...... ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے اور بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں ...... یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اور کیا ہوگا کہ انسان خدا کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کرکے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے ‘‘ (ملفوظات جلد اول ص ۳۶۹)

بقیہ صفحہ ۱۳ :- جماعت احمدیہ نوانشہر

صدر .... مکرم محمد افضل خان صاحب

نائب صدر .... ” بشیر احمد خان صاحب

سیکرٹری مال .... ” نصیر احمد خان صاحب

” امور عامہ .... ” یار محمد خان صاحب

” تبلیغ و تعلیم و تربیت } .... ” نسیم احمد خان صاحب
امین }

جماعت احمدیہ ناصر آباد

صدر .... مکرم مبارک احمد صاحب عابد

نائب صدر .... ” عبد العزیز صاحب پڈر

سیکرٹری مال .... مکرم غلام محمد صاحب ڈار

” امور عامہ .... ” محمد یوسف صاحب لون

” تبلیغ و تعلیم .... ” مولوی عبد الحمید احمد صاحب

جنرل سیکرٹری .... ” غلام نبی صاحب نیتر

آڈیٹر .... ” محمد امین صاحب گوہر ایڈووکیٹ

امین .... ” محمد یعقوب صاحب لون

جماعت احمدیہ کوریل

صدر .... مکرم ناصر احمد شاہ صاحب

نائب صدر .... ” شفیق احمد صاحب نائیک

سیکرٹری مال .... ” بدر الدین صاحب ڈار

” امور عامہ .... ” محمد یعقوب صاحب ٹھوکر

” تعلیم و تربیت .... ” عبد المجید صاحب ٹھوکر

” تبلیغ .... ” بشیر احمد خان صاحب

” ضیافت و امین } .... ” سید عبد المجید صاحب
امام الصلوٰۃ }

” جائیداد .... ” بدر الدین صاحب ڈار

آڈیٹر .... ” عبد الغفار شاہ صاحب

منقولات

برطانیہ میں بوسنیا کے مسلم ریفیوجیوں کو عیسائی بنانے کی کوشش

لندن ۔ ۱۹ر اپریل ۔ برطانیہ کے عیسائی اور مسلمان اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ بوسنیا کے مسلمان ریفیوجیوں کی دیکھ بھال کی اجازت کس کو دی جائے۔ اسلامک پارٹی نے دعوے کے ساتھ کہا ہے کہ عیسائیوں کے گرجا گھروں سے یہ باتیں کی کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو ان بوسنیائی ریفوجیوں تک پہنچنے نہ دیا جائے اس لئے کہ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان ریفیوجیوں کو عیسائی بنا دیا جائے۔ لیکن عیسائیوں کی خیراتی گھروں سے ان الزامات کی تردید کی گئی ہے۔

ریفیوجیوں سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ہل مسجد کا جو ایک وفد تیار کیا گیا ہے اس کے ایک ممبر ادریس رحمان نے بتایا کہ جب ان لوگوں نے ہل میں بوڈمن روڈ ایوانگلی کل گرجا میں ایک ریلیف کیمپ میں ۵۹ بوسنیائی ریفیوجیوں میں سے کچھ ریفیوجیوں سے پہلی بار ملاقات کی تو وہ لوگ کافی خوش ہوئے تھے پھر جب وہ لوگ دوبارہ ان سے ملنے گئے تو تیسرے درجے کے پادری ڈیکن نے بتایا کہ ریفیوجی نہیں چاہتے کہ کوئی انہیں دق کرے۔

مسٹر رحمان نے مزید کہا کہ ان لوگوں کو انہی ریفیوجیوں سے معلوم ہوا کہ گرجا گھر کے منتظمین نے ان لوگوں سے کہا ہے کہ بوسنیا میں رہ جانے والے ان کے گروپ کے دوسرے ساتھیوں کو لایا نہیں جائے گا اگر ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی رابطہ رکھا۔

برطانوی محکمہ داخلہ کے ذرائع کے مطابق اس وقت برطانیہ میں سات ہزار بوسنیائی ریفیوجی موجود ہیں ۔ (روزنامہ آزاد ہند صفحہ ۳)

پاکستانی عدلیہ دباؤ میں ہے لیکن جانبدار نہیں (پاکستانی چیف جسٹس)

اسلام آباد ۔ ۱۲ر جولائی (پ ٹ ا) ۔ پاکستان کے چیف جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ سیاسی عدم استحکام کے سبب ملک کی عدلیہ سخت دباؤ میں آگئی ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنا کام کسی کے ڈر کسی کی جانبداری یا کسی کے دباؤ کے بغیر انجام دے رہی ہے جسٹس افضل لون کے ریٹائرمنٹ سے ایک دن پہلے ایک فل کورٹ ریفرینس کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر شاہ نے کہا کہ غیر معمولی دستوری صورت حال کے سبب عدالتوں کو سخت دباؤ میں کام کرنا پڑ رہا ہے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ پاکستان کی عدلیہ نے ملک کو قانونی اور دستوری راہ پر دوبارہ لانے کے معاملے میں ہمیشہ اپنا فرض پورا کیا۔ واضح رہے کہ ۱۱ ججوں کی بینچ نے جس کی قیادت مسٹر شاہ کر رہے تھے وزیر اعظم نواز شریف کو دوبارہ ان کے عہدہ پر بٹھایا تھا ۔ (آزاد ہند کلکتہ ۱۳ جولائی ۹۳ء)

قسط نمبر (۲) آخری

خلش ناتمام

مکرم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب۔ پورٹ لینڈ امریکہ

چند دن بعد حضور کا لاہور سے پیغام ہوا خطبہ ملا جس میں حضور نے جماعت کو میرے عزیز بچو کہہ کر مخاطب کیا ہوا تھا اور کہا کہ تم بچوں کی طرح بلک بلک کر رو دیئے۔ حضور نے لاہور پہنچ کر قادیان سے بچوں اور عورتوں کو نکالنے کا بندوبست فرمایا۔ کبھی چند ٹرک آئے تو کبھی سو کے قریب پہنچ گئے اور پھر یہاں قادیان سے جانے والوں کا تانتا بندھ گیا۔

میں۔ برادرم منیر اور محمد حسین صاحب مہمان خانہ میں رہا کرتے۔ رات کو پہرہ دیتے اور دن کے وقت کپڑے دھونے اور دیگر صفائی میں مشغول رہتے۔ کبھی کبھار محلہ ناصر آباد سے ہمارے دوست مرزا محمود احمد صاحب تشریف لے آتے۔ ہماری ہمیشہ اُن سے یہی درخواست ہوتی کہ محترم ثاقب زیروی کی نظم سنائیں۔ وہ اونچی آواز میں نظم پڑھتے کہ

قادیان دارالامان اونچا رہے تیرا نشان

تو ہماری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگ جاتے اور بیتے دنوں کی یادیں ستانا شروع ہو جاتیں۔

پھر ۳ر اکتوبر ۱۹۴۷ء آگیا۔ وہ دن کہ جس کا بہت دنوں سے ڈر تھا آن پہنچا۔ پو پھٹنے سے قبل پہلے دارالعلوم کی طرف سے حملہ ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد قادیان چاروں طرف سے حملہ آوروں سے گھر گیا جس کے نتیجہ میں قادیان کا وہ حصہ جس میں قصر خلافت تھا۔ مسجد مبارک تھی۔ مسجد اقصیٰ تھی۔ مہمان خانہ۔ محلہ ناصر آباد اور محلہ دارالصحت تھا دوسرے محلہ جات سے جو کہ آبادی کئی میلوں تک پھیلی ہوئی تھی کٹ گیا۔ ایک کئی منزلہ مکان کی چھت سے ایک گروہ نے رائفلوں سے گولیاں برسانا شروع کر دیں گولیوں کا رخ مسجد اقصیٰ۔ قصر خلافت۔ حلقہ مسجد مبارک اور دارالصحت تھا۔ اسی طرح دوسرے محلہ جات میں حملہ آور معصوم انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار رہے تھے۔ دن ڈھلے تک چند ایک جگہوں پر مقابلہ ہوتا رہا جن میں ایک حلقہ مسجد مبارک بھی تھا اور پھر جب تمام مسلمان چند ایک مقامات پر دھکیل کر اکٹھے کر دیئے گئے تو لڑائی بند ہو گئی۔

حضرت صاحب کے بھیجے ہوئے ٹرک آتے رہے اور جماعت اور غیر از جماعت لوگ ان کے ذریعہ قادیان سے ہجرت کر رہے تھے۔ ہم اب تھوڑی سی جگہ کے اندر محصور ہو چکے تھے۔ وہی ہمارے گھر تھے۔ وہی قادیان تھا۔

میرے بھائی محمد منیر اور محمد حسین صاحب تو ۱۰ اکتوبر کو پاکستان چلے آئے اور مجھے پتہ چلا کہ میں ۱۱ نومبر کو جاؤں گا۔ میں ۱۱ نومبر کو بہشتی مقبرہ پہنچا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کے دروازے کے جنگلے کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا اور پھر یکدم جی اُمڈ آیا اور وہ ضبط جو بڑی دیر سے قائم تھا ٹوٹ گیا اور میں کہتا رہا۔ اے مسیح موعود۔ اے ہادی دیں۔ اللہ میاں سے پوچھ کر اتنا تو بتلا دیں کہ ع

تیرے مزار پہ میرا گزار کب ہو گا

بہشتی مقبرہ کے پودوں پر خزاں آ چکی تھی اُس کے پھول مرجھا چکے تھے۔ درختوں سے زرد ہو کر پتے بکھر کر ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔ روشیں صاف کرنے والے جا چکے تھے۔ مالیوں نے کیاریوں کی خبر گیری چھوڑ دی ہوئی تھی۔ اور میں سوچتا رہا کہ کاش میں ان پودوں کا ایک پتہ ہوتا اور اب زرد ہونے کے بعد سوکھ کر گر جاتا اور اس خاک میں مل جاتا کہ جس خاک میں خدا تعالیٰ کے پیارے سوئے ہوئے ہیں۔

منارۃ المسیح اب بھی محافظ کی طرح شہر کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ اُس کی سفید بُراق دیواریں ویسی ہی تھیں۔ وہ چپ چاپ کھڑا اپنے اردگرد ہونے والے واقعات کو خاموشی مگر غم کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے وہ زمانہ بھی دیکھا کہ جس وقت یہ بستی گمنام تھی۔ اور پھر اُس نے وہ دن بھی دیکھے تھے جب لوگ ہزاروں کی تعداد میں جوق در جوق اس کے گرد جمع ہوئے اور اب پھر خدا کے چند پرستار ہی باقی رہ گئے تھے۔

دوسرے دن صبح کے وقت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی کوٹھی کے بالمقابل ٹرکوں اور لاریوں کے قافلہ پر سوار ہونے کے لئے جمع ہو گئے۔ پھر میں نے پیچھے مڑ کر مسجد اقصیٰ کی طرف دیکھا منارۃ المسیح کی طرف دیکھا قادیان کی بستی کی طرف دیکھا اور یوں محسوس ہوا کہ مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک سے صدائیں آ رہی ہیں کہ میرے مکینو میرے احمدیو۔ میرے عبادت گذارو۔ میرے بچو۔ مت جاؤ۔ ہمیں چھوڑ کر مت جاؤ۔ اور پھر یوں محسوس ہوا کہ بہشتی مقبرہ کے کچے پکے کتبوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے ہماری جوان اولادو! شعائر اللہ کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟

میرا دل چاہا کہ میں اونچی آواز سے پکاروں کہ اے میرے آبائے کرام! ہمیں گردش حالات نے ہجرت کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ ہم پھر آئیں گے۔ ہم پھر ملیں گے۔ یہ جدائی عارضی ہے۔ یہ جدائی عارضی ہو گی۔ لیکن میری آواز غم کی وجہ سے گھٹ گئی۔

پھر آہستہ آہستہ لاریوں اور ٹرکوں کا کارواں قادیان سے دور ہوتا گیا اور مجھے قادیان کے گلی کوچے۔ جلسہ گاہ۔ مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ اور ریتی چھلہ یاد آتا رہا جس میں ایک بہت بڑا برگد کا درخت تھا۔

پاکستان میں رہتے ہوئے دل پر اُداسی کے بادل چھائے رہے۔ آنکھیں سرحد کے اُس پار دیکھنے کی کوشش کرتی رہیں جہاں امرتسر اور قادیان ماضی بنتے گئے اور دل اُداسی کے بوجھ سے دبتا رہا ع

کئی رتیں بیتیں تو شام و سحر تھے ایسے
کہ ہم اُداس بہت تھے مگر نہ تھے ایسے

لیکن چونکہ ربوہ کی تعمیر شروع ہو چکی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ربوہ میں موجود تھے اس لئے توجہ کا مرکز بدلتا رہا۔ اور پھر قادیان سے وفاداریاں بھی بٹنے لگیں۔ کچھ ربوہ کی ہو گئیں اور کچھ قادیان کی۔ جب کبھی کراچی۔ لاہور اور راولپنڈی میں احمدی بھائیوں سے ملتا تو دونوں بستیوں کی باتیں کرتے۔ دونوں کے حالات سنتے اور سناتے۔ میں قادیان کی باتیں کرتا اور وہ ربوہ کے قصے سناتے۔ میں چشمے کا ذکر کرتا اور وہ اُس کے شیریں پانی کے بند کے قصے سناتے۔ میں گذری ہوئی بہاروں کے تذکرے چھیڑتا اور خزاں کی بربادیاں سناتا اور وہ گلی تو بہار کی خوشبو کی طرف توجہ بدلتے۔ لیکن چونکہ مرکز حیات دونوں جگہ ایک ہی تھا اس لئے آنسو تو بہاتے لیکن جلد ہی پونچھ بھی دیتے۔

اور جب کبھی ہم مہجور لوگ حضرت بھری آنکھیں لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پہنچتے اور پوچھتے کہ حضور ہم قادیان کب جائیں گے تو حضور کا جواب ہمیشہ یہی رہا کہ میں کیا بتاؤں یہ تو تم لوگوں پر منحصر ہے۔

پھر آہستہ آہستہ حضور کی صحت خراب ہوتی گئی اور لوگوں نے یہ سوال پوچھنا بند کر دیا۔ کیونکہ قادیان کے ذکر سے حضور کی آنکھوں میں بھی آنسو آجاتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضور بھی یہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ع

[illegible]

اور پھر وہ دن آن پہنچا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضورؓ رخصت ہو گئے ہیں۔ اور میں غم کی شدت سے چیخ اُٹھا کہ ع

میرے محمود پیار تھا کتنا
تیرے پیاروں کو تیرے نام کے ساتھ
ہم نے سیکھا ہے بیٹھنا اُٹھنا
چلنا پھرنا فقط امام کے ساتھ
آج رُکنا پڑا ہمیں ورنہ
ہم چلتے ترے ہر خرام کے ساتھ
جا فرشتے ہیں منتظر تیرے
عرش پر پورے اہتمام کے ساتھ
تو کہ خود بھی نشانِ رحمت تھا
جا ملا رحمتِ تمام کے ساتھ

آج حضور کو رخصت ہوئے اکیس برس گذر چکے ہیں اور میں تب سے حضور کی وصیت کو دامن میں لئے پھر رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا تھا کہ

"میری زندگی کی بہت بڑی خواہشات میں سے جن کا خیال کر کے بھی میرے دل میں سرور پیدا ہو جاتا ہے ایک یہ خواہش تھی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے بھائی جن کی صحبت میں میں نے عمر بسر کی ہے اور جن کی خدمت میرا واحد شغل رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عین قدموں کے نیچے میرے جسم کو دفن کر دیں تاکہ اُس مبارک وجود کی قرب کی برکت سے میرا مولا مجھ پر بھی رحم فرمائے۔ ہاں شاید اُس قرب کی وجہ سے وہ شفیق کیش احمدی جو جذبہ محبت سے لبریز دل لے کر اس مزار پر حاضر ہو میری قبر بھی اُس کو زبانِ حال سے یہ کہے کہ ع

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اور وہ کوئی کلمۂ خیر میرے حق میں بھی کہہ دے جس سے میرے رب کا فضل جوش میں آ کر میری کوتاہیوں

میرے چشم پوشی کرے اور مجھے کبھی اپنے دامنِ رحمت میں چھپالے" مجھے قادیان بھی یاد ہے۔ اُس کی گلیاں کوچے۔ اُس کی مساجد بھی یاد ہیں۔ مجھے بہشتی مقبرہ بھی یاد ہے۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی یاد ہیں۔ اور اُن کی تقاریر اور پیر ِ حقیقت اب بھی میرے کانوں میں گونجتی ہے۔ میں ربوہ کو بھی نہیں بھولا۔ اہلِ ربوہ اور ربوہ کی گلیاں کوچے بھی یاد ہیں۔ مجھے ربوہ کی گرمی اور ربوہ کی گرد بھی یاد ہے۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی یاد ہیں اور اُن کا نورانی چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

بہت دنوں بلکہ سالوں میں اسی سوچ میں اُلجھا رہا کہ پاکستان میں ایک خبیث انسان نے جو اپنے آپ کو رب سمجھتا ہے غالب خدا کے پرستاروں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں پر دائرۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ اور اُس کے ساتھ یہودی صفت ملاؤں کا ٹولہ ہے کہ احمدیوں کا خون بہا رہا ہے۔ پھر وہ عظیم الشان معجزہ رونما ہوا جو ہزاروں سال بعد ظہور میں آتا ہے۔ پھر اس زمانے کا فرعون جو فرعونِ موسیٰ کی طرح خود کو رب سمجھتا تھا اپنے آباؤ اجداد کی طرح اپنے ساتھیوں سمیت تباہ ہوا۔ ضیاء الحق فرعون کی موت فرعونِ موسیٰ کی قوم کی طرح عبرت حاصل نہیں کر سکی۔ اور جماعت احمدیہ پر تکالیف و مصائب کا دور اب بھی جاری ہے۔ ظلم و تشدد کا زمانہ ختم نہیں ہوا۔ جیل خانوں کے دروازے اب بھی کھلے ہیں۔ کلمہ گو احمدیوں کے ہاتھوں میں زنجیریں صرف اسی لئے پہنائی جا رہی ہیں کہ وہ خدا اور اُس کے رسولؐ کے نام لیوا ہیں۔ ابلیس زادے آدم کی اولاد پر اب بھی ہر قسم کے ظلم و تشدد پر آمادہ بیٹھے ہیں۔

اُدھر قادیان میں بہشتی مقبرہ کے آباء کرام کہتے کو میں یہ کہہ کرتا یا تھا کہ ہم واپس لوٹیں گے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے بیٹے کب آئیں گے۔ ہمارے بیٹے کب آئیں گے۔

اُدھر پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ اِدھر قادیان میں خاموشیاں محوِ انتظار ہیں کہ اُن کا سکوت کب ٹوٹے گا۔ کب آسمانی بادشاہت کے موسیقار دلربا کا نغمہ گنگنائے گا۔

اور میں تب سے اب تلک اسی فکر میں ہوں کہ کوئی ایسا بلند پہاڑ مل جائے یا کوئی ایسا مینار ہو کہ جس پر چڑھ کر اگر پکاروں تو میری آواز ہر احمدی تک پہنچ جائے۔ تو میں پکار پکار کر کہوں کہ اے مقداد بن اسودؓ کی اولاد۔ اے طلحہؓ کے فرزندو۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والو! اور حضور کا سلام مہدی موعود تک پہنچانے والو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے خدا تعالیٰ کے نوبت خانہ کے خدمت گارو:

یہ نوبت کب بجے گی۔ لبیک کی آوازیں کب بلند ہوں گی۔ کب قادیان کی خاموشیاں ٹوٹیں گی۔ قادیان کب واپس جائیں گے۔ ظلم کا ہاتھ کب روکا جائے گا۔ کب پاکستان کی مساجد سے ہماری اذانیں پھر گونجیں گی۔ کب جلسہ سالانہ کا ہجوم دونوں شہروں میں برابر ہو جائے گا۔

آج پھر وقتِ جہاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جائیں۔ اپنے اندر صفاتِ الٰہیہ پیدا کر کے دلوں کے رحیم بنیں۔ کریم بنیں۔ حلیم بنیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نمونہ بنیں پردہ پوشی کریں اور پھر جب وہ دن آ جائے جب دوجہ کے شیشے جل اُٹھیں اور اُن کی روشنی آپ کے چہروں پر فروزاں ہو جائے تو تب جس طرح پتنگے شمع کی طرف جلنے کے لئے اُڑتے چلے آتے ہیں اسی طرح لوگ اس نور کو پہچان کر آپ کی طرف دوڑے آئیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی نور نے لاکھوں انسانوں کی آنکھوں کو خیرہ کیا اور پھر اپنے اس محبوب کے گرد جان کی بازی لگانے کیلئے جمع ہو گئے۔ آپ لوگوں سے مالی اور مذہبی بحث کے میدان جیت سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے نکلنے والے کے پاس محبت کی آگ کا جذبہ ضروری ہے۔ جس کی اپنی شمع فروزاں نہ ہو گی وہ کس کے دیپ جلا پائے گا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس تک غاروں کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے نور سے اپنے دل کو منور کیا اور پھر بحکم الٰہی لاکھوں کی تعداد میں اور روشنیاں اُجاگر کر دیں تا دُنیا کا اندھیرا ختم ہو جائے اور ہر طرف نور ہی نور ہو جائے۔

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں اک روز جھلکنے والی تھی سب دُنیا کے درباروں میں

جو ظلمتیں اللہ سے ملی تھیں کہا جو نکتہ دروازہ کھل چکا وہ راز اک کلی تھے جلاجا گیا اسباب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں چالیس برس تک بلکہ اُس کے بعد بھی اُسی نور سے منور ہونے کی کوشش میں مصروف رہے یہ حضور کا جہادِ اوّل تھا اور جب یہ نور کامل عطا ہو گیا تو پھر بحکمِ الٰہی دوسرے جہاد کے لئے میدان میں اُترے اور وہ قلم کا جہاد تھا۔

قلم کے جہاد کے لئے بھی وہی طریق اختیار کریں جو حضور نے اختیار کیا تھا۔ داعی الی اللہ بنیں۔ ہم وہ گھنٹے کے سپاہی بن جائیں کہ جنہیں کبھی چھٹی نہیں ملتی۔ یہی وہ ایک طریق ہے کہ جس سے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وصیت پوری کر سکتے ہیں۔ یہی ایک بات ہے کہ جس پر چل کر ہم پاکستان میں ظلم کا ہاتھ روک سکتے ہیں۔ قلم اُٹھائیے۔ لکھئے۔ اور پھر اُس کی اشاعت کا وہی طریق اختیار کریں جو حضور نے کیا تھا۔

پرچم کی طرح قلم اُٹھاؤ
یہ عہد ستم جہاد کا ہے

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز جو قادیان کی ایک گمنام بستی سے اُٹھی تھی دُنیا بھر میں پھیل چکی ہے۔ وہ کونسا براعظم ہے۔ وہ کونسا ملک ہے جہاں خدا اور اُس کے رسولؐ کے پیار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے والے نہیں پہنچ چکے۔ وہی ذرائع جو حضور نے استعمال کئے وہی طریقے جو حضور نے اختیار کئے۔ وہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

جب انسان تلوار سے جہاد کیلئے تیار ہوتا ہے تو جسم مضبوط بناتا ہے۔ پھر ہتھیاروں کی فراہمی اور استعمال سیکھتا ہے۔ اور اس میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانی دینے نکل کھڑا ہوتا ہے۔ اگر انسان صرف جسم مضبوط بناتا ہے تو وہ مجاہد نہیں بن سکتا۔ جو شخص ہتھیاروں کی فراہمی میں زندگی صرف کر دے وہ مجاہد نہیں کہلائے گا۔ اور جوان دونوں کے بغیر جان کی قربانی دینے کیلئے نکل کھڑا ہو گا۔ وہ شہید تو کہلائے گا۔ لیکن مجاہد نہیں کہلا سکے گا۔ اسی طرح قلم کے ساتھ اپنی دماغی طاقتوں کو بڑھائیں۔ دلوں کو اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی سے منور کریں۔ پھر پڑھیں اور خوب پڑھیں۔ اور پھر لکھنے کی کوشش کریں بار بار لکھیں۔ اور پھر لکھے ہوئے خطوط۔ مضامین اور کتابوں کو دُنیا میں پھیلا دیں۔ جہاد ہر احمدی کا فرض ہے۔ اور ہر احمدی پر یہ فرض ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کا نام اور اسلام کی صحیح تعلیم جس سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روشناس کرایا ہے ہر انسان تک پہنچائے۔ اور صحیح معنوں میں داعی الی اللہ بن کر مجاہدین کی صف میں شریک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بیوہ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم کی وفات

قادیان یکم دسمبر۔ دلی افسوس سے احباب جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم کی بیوہ محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ نہایت متقی۔ دُعا گو اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ سالہا سال تبلیغ میدان میں اپنے مرحوم خاوند کے ساتھ نہایت صبر و شکر سے گذارہ کیا۔ اور مستورات کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اپنے مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (ادارہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ پھر میں ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر چند روزہ دُنیا کے لئے مارا مارا پھروں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی ایک لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ دیوے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا اب میں اپنی تمام دوسری منفعتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔" (مرقاۃ الیقین)

منظوری انتخاب عہدیداران

برائے سنہ ۱۹۹۲ء تا سنہ ۱۹۹۵ء

"جن جماعتوں کے انتخاب کی منظوری ہوگئی ہے اور ان کی اطلاع بھی جماعتوں کو دی جا چکی ہے۔ اُن کو شائع کیا جا رہا ہے۔ بعض جماعتوں میں سے ابھی تک انتخاب کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی اُن سے گزارش ہے کہ اوّلین فرصت میں انتخاب کروا کر اس کی رپورٹ بغرض منظوری مرکز میں ارسال کریں۔ جزاکم اللہ

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ رشی نگر

صدر	مکرم عبدالرحمن صاحب اینو
نائب صدر	مکرم محمد شفیع صاحب واعظ
سیکرٹری مال	مکرم عبدالسلام صاحب لون
سیکرٹری امور عامہ	مکرم ولی محمد صاحب میر
سیکرٹری تبلیغ	مکرم خورشید احمد صاحب گنائی
سیکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم غلام رسول صاحب بٹ
سیکرٹری جائیداد	مکرم عبدالرشید صاحب میر
جنرل سیکرٹری	مکرم ظہور حسین صاحب گنائی
سیکرٹری ضیافت	مکرم عبدالحمید صاحب گنائی
آڈیٹر	مکرم نذیر احمد صاحب گنائی
سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم محمد رفیق صاحب ٹیلر
سیکرٹری اشاعت	مکرم محمد امین صاحب گنائی
امین	مکرم غلام رسول صاحب پڈر
قاضی	مکرم عبدالسلام صاحب گنائی کبیر
سیکرٹری لوکل فنڈ	مکرم عبدالاحد صاحب پڈر

جماعت احمدیہ شوپیاں صوفن نامن گاگرن

صدر	مکرم محمد عبداللہ صاحب میر گاگرن
نائب صدر	مکرم سید حمید اللہ صاحب
سیکرٹری مال و امام الصلوٰۃ	مکرم مولوی محمد ابراہیم شاہ صاحب
سیکرٹری امور عامہ	مکرم ظفر اللہ صاحب میر
سیکرٹری تبلیغ	مکرم ماسٹر محمد ادریس صاحب

جماعت احمدیہ شورت

صدر	مکرم عبدالعزیز صاحب ڈار
نائب صدر	مکرم فقیر غلام حسن صاحب ڈار
سیکرٹری مال	مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب زائر
سیکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم علی محمد صاحب لون
سیکرٹری تبلیغ و امام الصلوٰۃ	مکرم فقیر غلام حسن صاحب ڈار
سیکرٹری امور عامہ	مکرم غلام حسن صاحب لون
سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم حاجی عبدالصمد صاحب پڈر
سیکرٹری جائیداد و ضیافت	مکرم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب آہنگر
جنرل سیکرٹری	مکرم غلام محی الدین صاحب
امین	مکرم محمد صدیق صاحب پڈر
آڈیٹر	مکرم محمد یوسف صاحب راتھر

جماعت احمدیہ مانلو

صدر	مکرم عبدالمجید شیخ صاحب
سیکرٹری مال	مکرم محمد سلیم خان صاحب
سیکرٹری امور عامہ	مکرم ماسٹر محمود اسعد خان صاحب (مشروط منظوری)

جماعت احمدیہ بھدرواہ

صدر	مکرم عبدالرحمن خان صاحب
نائب صدر	مکرم عبدالقیوم صاحب میر
سیکرٹری مال	مکرم محمد اقبال صاحب ملک
سیکرٹری امور عامہ	مکرم عبدالغفار صاحب گنائی
سیکرٹری ضیافت	مکرم عبدالحفیظ صاحب قانی
آڈیٹر	مکرم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب گنائی
امام الصلوٰۃ	مکرم رحمت اللہ صاحب منڈاشی
سیکرٹری تبلیغ	مکرم ماسٹر عبدالحفیظ صاحب منڈاشی

جماعت احمدیہ کالابن، کوٹلی لوہارکہ:

صدر	مکرم محمد شریف صاحب
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ	مکرم محمد حق صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت و ضیافت	مکرم منور احمد صاحب تنویر
سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم عبدالحمید صاحب عاجز
سیکرٹری مال نمبر۱	مکرم بشیر احمد صاحب پردیسی (لوہارکہ)
سیکرٹری مال نمبر۲	مکرم محمود احمد صاحب پرویز (کالابن)
سیکرٹری تبلیغ	مکرم محمد شریف صاحب

جماعت احمدیہ بالسو

صدر۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم عبدالرحیم صاحب ساجد
سیکرٹری مال	مکرم بشیر احمد صاحب کوٹے۔
سیکرٹری تبلیغ	مکرم بشیر احمد صاحب راتھر
سیکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم محمد یوسف صاحب راتھر
سیکرٹری امور عامہ	مکرم عبدالغنی صاحب کوٹے

جماعت احمدیہ آسنور

صدر	مکرم نعمت اللہ صاحب لون
نائب صدر	مکرم بشارت احمد صاحب ڈار
سیکرٹری مال	مکرم مسعود احمد صاحب ڈار
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ	مکرم محمد عبداللہ صاحب نائیک
سیکرٹری تبلیغ	مکرم سید نثار احمد صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم محمد الیاس صاحب لون
سیکرٹری جائیداد	مکرم رفیق احمد صاحب ڈار
سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم ماسٹر عبدالحکیم صاحب
سیکرٹری ضیافت	مکرم عبدالخالق صاحب نائیک
سیکرٹری لوکل فنڈ	مکرم محمد امین صاحب نائیک

جماعت احمدیہ چک امرچھ۔

صدر	مکرم شیخ عبدالحمید صاحب
نائب صدر و سیکرٹری ضیافت	مکرم ماسٹر الطاف احمد صاحب
سیکرٹری مال	مکرم مظفر احمد صاحب قریشی
آڈیٹر	مکرم شیخ عبدالغفار صاحب
سیکرٹری امور عامہ	مکرم محمد سلیمان خان صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم مبارک احمد خان صاحب
سیکرٹری رشتہ ناطہ	مکرم شریف احمد خان صاحب
سیکرٹری تبلیغ	مکرم امان اللہ خان صاحب
محاسب	مکرم امیر اللہ خان صاحب
امام الصلوٰۃ (مسجد طاہر)	مکرم شیخ عبدالحنیف صاحب
امام الصلوٰۃ (مسجد جامع)	مکرم ناصر احمد خان صاحب
امین	مکرم شیخ عبدالحنیف صاحب

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ھذا کو اطلاع کرے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۴۹۶۰:- میں طلعت منیر زوجہ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر درویش قوم بٹ پیشہ امور خانہ داری عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۹/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔

(۱) منقولہ جائیداد۔ طلائی زیور کانٹے، ہار، انگوٹھی، کل وزن ۶ تولے بالیاں، نکلس انگوٹھی ۳ تولے کڑے دو عدد چوڑیاں ۸ عدد وزن ۱۰ تولے کل وزن طلائی زیور ۱۹ تولے۔

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) حق مہر -/۲۱۰۰۰ روپے جو کہ خاوند نے مجھے نقدی کی صورت میں ادا کر دیئے ہیں

(۳) غیر منقولہ جائیداد میری کچھ بھی نہیں ہے (۴) میرے خاوند کی طرف سے مجھے ماہوار -/۲۰۰ روپے جیب خرچ ملتے ہیں میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میرے خاوند کی ماہوار آمد -/۱۵۰۰ روپے ہے۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ڈاکٹر بشیر احمد ناصر	طلعت منیر	رشید الدین پاشا

وصیت نمبر ۱۴۹۵۱:- میں طیبہ صدیقہ زوجہ مکرم منور احمد صاحب ناصر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میری منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔

میرا حق مہر مبلغ -/۱۵۰۰ روپیہ ہے جو خاوند نے ادا کر دیئے ہیں جس کے میں نے زیورات خرید لئے ہیں جو کہ میری منقولہ جائیداد میں شامل ہیں زیورات طلائی کل وزن ۳۹-۶۰۰ قیمت -/۴۰،۲۲۰ روپیہ زیورات نقری کل وزن ۰۰۰ ۷ قیمت -/۳۶۰ روپیہ

اس کے بعد اگر میں کوئی مزید جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گی۔ اور اس پر بھی ۱/۱۰ حصہ جائیداد ادا کرونگی۔ اس وقت میری کوئی باقاعدہ ماہوار آمد نہیں ہے میں اپنے رہن سہن کے مطابق اپنے ماہوار خورد نوش کے اخراجات کے مطابق مبلغ -/۳۰ روپیہ ماہوار چندہ حصہ آمد ادا کیا کروں گی۔ اس وقت میرے شوہر کی ماہوار آمد تقریباً -/۸۰۰ روپیہ ہے۔ میں یا میرے ورثاء ادا کردہ حصہ آمد و ادا کردہ حصہ جائیداد کی کبھی کسی حالت میں بھی واپسی کے مطالبے کے حقدار نہ ہوں گے۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مظہر احمد طاہر قادیان	طیبہ صدیقہ قادیان	ملک محمد مقبول طاہر قادیان

محترمہ ڈاکٹر نیلوفر رحمٰن سوکیہ آسامی کا ذکر خیر

تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کئی ایسے وجود بھی ہوئے ہیں جو باقاعدہ بیعت فارم پر دستخط کر کے جماعت احمدیہ میں تو داخل نہ ہوئے لیکن احمدیت کے شیدائی اور عقیدت مند ضرور تھے اور تقریر و تحریر کے ذریعہ احمدیت کی سچائی کے لئے مخلوق خدا کے روبرو درس بھی دیتے تھے اور بہت زیادہ سودمند ثابت ہوئے۔

آسام کے شہر ڈبروگڑھ میں ایک بزرگ دعاگو احمدی معمر خاتون محترمہ مہر النساء صاحبہ (اہلیہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) قادیانی داعیہ کی حیثیت سے مشہور ہیں نیک طبیعت پاکیزہ و شیریں اخلاق کی وجہ سے ہر دل عزیز ہیں منجملہ ان کے زیر تبلیغ افراد کے ایک مکرمہ ڈاکٹر نیلوفر رحمٰن صاحبہ سوکیا ۵۰-۴۷ م مرحومہ بھی تھیں جو ڈبروگڑھ کے ایک ممتاز مسلم خاندان سے تعلق رکھتی تھیں مرحومہ ایک معروف کالج میں پروفیسر بھی رہیں۔ مرحومہ کثرت سے جماعت کا لٹریچر پڑھتیں اور سنبھال کر رکھتیں وفات کے وقت تک آپ کے سرہانے احمدیہ لٹریچر رہا اور دوسروں کے سامنے بھی صداقت احمدیت کا برملا اعلان کرتیں۔ احمدیت سے عقیدت مندی دن بدن بڑھتی رہی کئی بار معقول رقم چندہ کی ادا کی حضور انور سے باقاعدہ خط و کتابت تھی ایک بار اپنے خاوند کے ساتھ لندن گئیں اور حضور انور سے ملاقات کے لئے اپنے خاوند کو بھی لے کر مسجد احمدیہ گئیں لیکن ملاقات نہ ہو سکی جس کا آپ کو بہت دکھ رہا۔ احمدی حضرات و مبلغ صاحب کی باتوں کی قدر کرتیں مرحومہ جماعت احمدیہ سے ارادت مندی کے علاوہ بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتی تھیں جن کا دائرہ بہت وسیع تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کی خبر آسام کے کئی کثیر الاشاعت اخبارات نے جلی حروف سے شائع کی "ریڈیو گوہاٹی" نے بھی آپ کی وفات کی خبر نشر کی۔

بعد تحقیق یہ بات سامنے آئی ہے کہ مرحومہ علاقہ کے بہت مخالفانہ ماحول میں بھی احمدیت کی پرزور مؤیدہ رہیں۔ بہرحال تقدیر الٰہی کے تحت ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو محترمہ ڈاکٹر نیلوفر رحمٰن صاحبہ اس دار فانی سے رحلت کر گئیں مرحومہ کی نماز جنازہ اگرچہ غیر احمدی حضرات نے ادا کی حضور انور کی اجازت سے قادیان میں بھی پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے (سید قیام الدین مبلغ سلسلہ)

وصیت نمبر ۱۴۹۵۶:- میں قدسیہ خاتون بیوہ مکرم محمد ابراہیم صاحب غالب قوم احمدی پیشہ امور خانہ داری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۹ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۷/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت صرف صدر انجمن احمدیہ سے ملنے والے وظیفہ کے علاوہ کوئی آمدن نہیں ہے میں اس کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے میرے پاس جو طلائی زیور ہے اسکی تفصیل درج ذیل ہے

(۱) ہار طلائی ۹۰۰-۱۸ (۲) ٹکہ طلائی ۵۰۰-۷ (۳) بالیاں طلائی ۹۰۰-۴ کل وزن ۳۰۰-۳۱ (۴) چاندی ۵۰۰-۱۸

خاکسار ان تمام کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہے اس کے علاوہ اگر کسی وقت کوئی زائد آمد ہوگی یا جائیداد ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اور اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرونگی انشاء اللہ۔ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد زاہد قریشی قادیان	قدسیہ خاتون	سعادت احمد جاوید قادیان

ضروری اعلان
برائے الیکٹرانک ٹریننگ کلاسز

جملہ اُمراء وصدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ ڈِش انٹینا۔ ٹرانسفارمر اور دیگر HOME APPLIANCES کی ٹریننگ۔ کلاس مورخہ ۱۲ر دسمبر سے قادیان میں شروع ہو رہی ہے جو جلسہ کے آغاز تک جاری رہے گی۔ اور بعد میں بھی جاری رہے گی۔ اِنشاء اللہ تعالےٰ۔

محترم رشید خالد صاحب اور محترم بشارت احمد صاحب یہ کلاسیں لیں گے۔ آپ خواہش مند افرادِ جماعت کی تصدیق کر کے ان کو اِس کلاس میں شمولیت کے لئے بھجوا سکتے ہیں۔ اخراجاتِ سفر اُن کے ذمہ ہوں گے۔

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

ارشادِ نبوی ؐ
اِجتَنِبُوا کُلَّ مُسکِرٍ
(ہر نشہ آور چیز سے بچو)
— (مِنجانب) —
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- میسنگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:- سیّد شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SO LIGHT
NRR
Sonky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A DEBENDRA CHANDRA DEV ROAD CALCUTTA-15

POULTECH CONSULTANT
& DISTRIBUTORS
DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS
POULTRY FEED, MEDICINES &
ALL TYPES OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE / RESIDENCE:- 58 - ISHRAT MANZIL
NEAR POLICE STATION, WAZIR GANJ, LUCKNOW-226013.
PHONE:- 245860.

احمدی بھائیوں کے لئے نادر موقعہ
از حکیم بلونت سنگھ خاندانی شاہی طبیب
(علاج کے سنٹر: قادیان۔ دہلی۔ سری نگر اور آسام)
حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل کے آزمودہ نسخہ جات سے علاج کے لئے اولاد اور طاقت سے محروم افراد تشریف لائیں۔ کستوری۔ زعفران۔ موتی جواہرات اور قیمتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ زَرد جامِ عشق حاصل فرمائیں۔ شافی اللہ تعالےٰ ہے۔

خوشخبری — خوشخبری
مردوں کے لئے لاجواب نسخہ!
زرد جامِ عشق
جو جسم میں چستی لانے اور کمزوری دُور کرنے میں زُود اثر ہے
اسی طرح پیٹ درد۔ پیٹ پھولنے اور قبض کیلئے } شکتی لال گولی
ایک بار خدمت کا موقعہ ضرور دیں)
پتہ:- چیمہ برادرز فارمیسی ہرچووال روڈ قادیان - ۱۴۳۵۱۶ پنجاب (بھارت)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُدھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL.
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE: 04524 - 649.
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES, MAHDI NAGAR
VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

YUBA
QUALILTY FOOT WEAR
بابُل پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43 - 4028 - 5137 - 5206

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
وَیَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

ترجمہ:- تجھے دور دراز علاقوں سے امداد ملے گی اور تیرے پاس لوگ بکثرت آئیں گے۔ (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جُوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

قادیان دارالامان میں جماعتِ احمدیہ کا ۱۰۲ واں عظیم الشان

جلسہ سالانہ

اِس بابرکت جلسہ کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اِس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

24، 25، 26 فتح 1372 ہش
24، 25، 26 دسمبر 1993ء
بروز: جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار

مقامِ اجتماع: محلہ احمدیہ قادیان
ضلع گورداسپور (پنجاب)

تحقیقِ حق اور تعلیمِ اسلام و صداقتِ احمدیت معلوم کرنے کا بہترین موقعہ!

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر

حضرت امام جماعت احمدیہ کے بذریعہ سٹیلائیٹ لندن سے براہِ راست خطابات کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے علماءِ کرام تقاریر فرمائیں گے۔!!

۱۔ توحیدِ باری تعالیٰ اور مذاہبِ عالم۔
۲۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت۔
۳۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
۴۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے دو عظیم الشان نشان۔
۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں حالاتِ حاضرہ کے متعلق۔
۶۔ مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار اور اسکی وجوہات اور علاج۔
۷۔ حضرت بابا نانک جی حضرت بانی جماعت احمدیہ کی نظر میں۔ (بزبان پنجابی)
۸۔ مالی قربانیوں میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار۔
۹۔ جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ انسانیت۔
۱۰۔ واقفینِ نَو اور جماعتِ احمدیہ کی ذمہ داریاں۔
۱۱۔ بد رسوم کے خلاف جہاد اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں۔

نوٹ

(۱)۔ بیرونِ ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے۔ (۲)۔ جلسہ کے دوران کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۳)۔ ہمارا جلسہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے، اِس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴)۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ (۵)۔ مردانہ جلسگاہ کا پروگرام زنانہ جلسگاہ میں سُنا جائے گا۔ البتہ درمیانی دن مستورات کا اپنا الگ پروگرام ہوگا۔

الداعی:- ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)